انگشت بوسی
سے
بائبل بوسی تک

مولانا سید طاہر حسین گیاوی

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

انگشت بوسی

سے

بائبل بوسی

تک

از:-
سید طاہر حسین گیاوی

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

نام کتاب	انگشت بوسی سے بائبل بوسی تک
مولف	حضرت مولانا سید طاہر حسین گیاوی
تعداد اشاعت	ایک ہزار
سن اشاعت	۱۴۰۱ھ
قیمت	

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ حلیمی لبوکھر پوسٹ باڑہاٹ ضلع بانکا (بہار)

(۲) دارالعلوم حسینیہ ڈنڈیلہ کلاں ضلع پلاموں (بہار)

(۳) مولوی محمد زاہد حلیمی مقام سمریا پوسٹ سمریا بھاگلپور

بہار آفسیٹ پریس ... فون 23565 .

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

صفحہ	فہرست مضامین	
۵	تمہید کتاب	۱
۱۷	وجہ تالیف	۲
۲۰	قدیری صاحب کی پرفریب ڈینگ بازی	۳
۲۱	شامی کے حوالہ میں قدیری کی جہالت	۴
۲۵	انگوٹھا چومنے کے بنیادی حوالوں کی حقیقت	۵
۲۹	فقہ کی ایک اور مشہور کتاب	۶
۳۳	روشنی میں تاریکی	۷
۳۴	قدیری صاحب کی بے خبری کا عالم	۸
۳۸	شامی اور طحطاوی کا بیان قدیری کیلئے غیر مفید ہے	۹
۴۰	قدیری صاحب کا ایک بہت بڑا کمال	۱۰
۴۳	قہستانی کون ہیں؟	۱۱
۴۶	قدیری صاحب کی ایک اوچھال	۱۲
۴۸	قہستانی کے حمایتیوں کی غفلت	۱۳
۵۳	قدیری صاحب کی نام نہاد حدیثیں	۱۴
۵۴	پہلی روایت اور مسند الفردوس کا حال زار	۱۵

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

۱۶	دوسری روایت اور علامہ سخاوی کا تبصرہ	۵۶
۱۷	تیسری حکایت اور اس کی حقیقت	۵۸
۱۸	چوتھی روایت کی تردید کیلئے قدیری صاحب کا عمل کافی ہے	۶۱
۱۹	پانچویں روایت اور اہل سنت کا اصولی فیصلہ	۶۲
۲۰	چھٹی روایت اور علامہ سخاوی کی آخری تنقید	۶۴
۲۱	لا یصح فی المرفوع کا مطلب کیا ہے؟	۶۵
۲۲	سمجھنے والے سمجھتے ہیں۔	۷۳
۲۳	انگشت بوسی کی تمام روایتیں جعلی ہیں۔	۷۴
۲۴	ضعیف حدیثوں سے استدلال کا مسئلہ۔	۷۶
۲۵	قدیری صاحب نے فاضل بریلوی کے اصول سے بھی بغاوت کی ہے۔	۷۸
۲۶	نور الدین خراسانی کا الہامی خواب عقائد اہلسنت کی روشنی میں	۸۰
۲۷	انگشت بوسی کے مسئلہ نے رضاخانی تحریک کو بے نقاب کر دیا ہے	۸۶
۲۸	انگریزی سیاست میں فاضل بریلوی کا تعاون۔	۸۷
۲۹	رضاخانیوں نے انگریزوں کا مذہبی تعاون کیا۔	۹۱
۳۰	انگشت بوسی کے مسئلہ میں انجیل سے استفادہ کیا گیا ہے۔	۹۴
۳۱	بریلوی مذہب میں سنی کا مطلب رضاخانی ہے۔	۹۷
۳۲	آخری بات۔	۱۰۱

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

تمہید کتاب

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانے میں حجاز اور اس کے اطراف میں عیسائی اور یہودی مذہب کا چرچا تھا۔ آپ کی آمد اور اسلام کی اشاعت سے ان قوموں کو شدید نقصان پہونچا۔ خصوصًا زبان رسالت نے جب یہ حقیقت لوگوں کے سامنے واضح کردی کہ عیسائیت اور یہودیت نہ اب قابل عمل ہیں اور نہ اصلی صورت میں باقی ہیں۔ اس لئے کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے آسمانی کتابوں میں بہت کچھ اپنی طرف سے ملا دیا ہے۔ اس وقت توریت یا انجیل کا جو نسخہ موجود ہے وہ آسمانی نہیں ہے بلکہ ان کے علماء کے ہاتھوں تحریف ہوچکا ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے اس جرم کو چونکہ قرآن اور صاحب قرآن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طشت از بام کردیا تھا۔ اس لئے دونوں قوموں کی پوزیشن دن بدن مجروح ہوتی جارہی تھی۔ اور ان کا مذہبی تنزل روز افزوں ہو رہا تھا۔ اس طرح اسلام کی آمد سے عیسائیوں اور یہودیوں کو مذہبی پہلو سے بہت زبردست دھکا لگا جس کے نتیجے میں ان کے اندر شدید قسم کے غیظ و غضب کا پیدا ہونا ایک لازمی بات تھی۔ چنانچہ انہوں نے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اسلام کو اپنے اقتدار سے دبانے کی پوری کوشش کی لیکن خلفائے اسلام کی روز افزوں
فتوحات نے یہودیوں اور عیسائیوں کو مسلسل شکست دیکر اس میدان میں بھی ان
کے حوصلے پست کر دیئے۔ جب ان قوموں میں قوت سے مقابلے کی طاقت نہ رہی تو
انہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کیلئے مغلوب قوموں کی طرح سازش اور
فریب کے مختلف حربے استعمال کئے۔ غلط افواہیں پھیلاکر مسلمانوں میں باہمی بدگمانی
پیداکرنا شروع کیا۔ ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے رہے۔
ان حرکتوں سے ان کا مقصد مسلمانوں کے اقتدار کو نقصان پہونچانا تھا، نیز
مسلمانوں کے مذہبی وقار کو مجروح کرنے کی غرض سے بہت سے یہودیوں، اور
عیسائیوں نے منافقانہ طریقے پر اسلام قبول کرکے اسلامی علوم وفنون میں اچھی
خاصی مہارت حاصل کی، لیکن آہستہ آہستہ حسب موقع اپنی عادت کے مطابق
اسلامی نظریات میں تحریف اور ملاوٹ بھی کرتے رہے جس سے ان کی غرض
اسلامی عقائد میں بگاڑ پیدا کرنا اور نئے فرقوں کو جنم دینا تھا۔ چنانچہ اس قسم
کی تحریک خلافت راشدہ کے آخری دور اور اس کے مابعد کے زمانہ میں بڑے زور
شور سے چلتی رہی، عبداللہ ابن سبا کی سرگرمیوں نے بہت سے اسلامی فرقوں
کو جنم دیا، اسی دوران نہ جانے احادیث کے ذخیرے میں کتنی موضوع روایتیں،
ملائی گئیں، شیعہ، معتزلہ اور سبائی فرقوں نے عربی زبان میں عقائد اور مسائل سے
متعلق حسب موقع مختلف عبارتیں بنائیں اور ان کو حدیث کے نام سے خوب

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مشہور کیا، شہرت کی وجہ سے بعض فاضل اور نیک دل بھی ان اقوال کو حدیث ہی سمجھ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کیلئے محدثین کی جماعت کو پیدا کیا جنہوں نے غلط اور بناوٹی روایتوں کو صحیح روایتوں سے اور موضوع حدیثوں کو صحیح حدیثوں سے الگ کرنے اور ان کے جانچنے پرکھنے کے قواعد مرتب کئے تاکہ ہر روایت کے بارے میں بآسانی یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ وہ روایت حقیقتاً قدس حدیث رسول ہے یا وہ محض بناوٹی قسم کی روایت ہے۔ یہ ظالم حدیث گڑھنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور آپ کی عقیدت ہی کے انداز میں یہ کام کیا کرتے تھے اس لئے ان پر کسی طرح کا شبہ کرنا بھی مشکل تھا۔ مثال کے طور پر ایک موضوع روایت کو دیکھئے کیسی عقیدت اور محبت کے ساتھ اس کو وضع کیا گیا ہے۔ کوئی شخص اس روایت کو پڑھ کر یہ خیال بھی نہیں کرسکتا کہ یہ جھوٹ دین کو نقصان پہونچانے کیلئے گڑھا گیا ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا؟

"یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش بریں پر پہونچے، نعلین پاک اتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ عم کو وادیٔ ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا، فوراً غیب سے ندا آئی اے حبیب، تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے کی عرش کی زینت اور عزت زیادہ ہوگی۔" (الملفوظ حصہ دوم ص ۱۹۶)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے دریافت کرنیوالے کو جواب ارشاد فرمایا :-

" یہ روایت محض باطل و موضوع ہے "

(الملفوظ حصہ دوئم صـ۱۹۶)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جسمانی معراج کا ہونا اور عرش پر جانا وغیرہ سب صحیح ہے لیکن نعلین والی بات بالکل غلط اور من گھڑت ہے جس طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات میں جعلی روایتیں ملانے کی کوشش کی گئی ہے اسی طرح بعض بزرگان دین کی طرف بھی غلط سلط اعمال و اقوال منسوب کئے گئے ہیں، مثلاً :- بعض صوفیائے کرام کی طرف قرآن شریف کی معکوس آیتوں کا وظیفہ پڑھنا منسوب کیا گیا تاکہ مسلمان محض بزرگوں کی عقیدت میں قرآن کی آیات کو الٹا پڑھتا رہے اور اسے یہ احساس بھی نہ ہو کہ یہ تحریف قرآن جیسا بدترین گناہ ہے، اسی الٹی آیتوں کے وظیفے سے متعلق مولوی احمد رضا خاں صاحب سے کسی شخص نے دریافت کیا :-

" حضور پھر صوفیائے کرام کے وظائف میں یہ اعمال کیونکر داخل ہوئے "

(الملفوظ حصہ سوئم صـ۲۳)

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جواب دیا :-

" احادیث جن کے منقول عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان میں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کس قدر موضوعات ہیں:۔ (الملفوظ حصہ سوم ص۱۲۳)

مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جب ظالموں نے بے شمار جعلی روایتوں کے منسوب کرنے میں دریغ نہ کیا تو اگر صوفیائے کرام اور اولیاء علماء کے متعلق غلط قسم کی باتیں نقل کی گئی ہیں تو اس پر تعجب کیوں ہے۔

انہیں باتوں کی وجہ سے ماہرین حدیث نے ایسے اصول اور قواعد بنا دیئے ہیں کہ ان کے ذریعہ ہر روایت کے متعلق یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے یا مصنوعی روایت ہے۔ ان قاعدوں میں سے صرف ایک قاعدہ کو اس جگہ مثال کے ذریعہ سمجھ لیا جائے۔

محدثین کرام فرماتے ہیں جب کوئی روایت نقل کی جائے تو اس کی سند پر خوب غور کر لو۔

مسلم شریف جلد اول ص۱۶۷ پر یہ حدیث ہے:۔

"حدثنا اسحاق بن منصور قال انا ابو جعفر محمد بن جهضم الثقفی قال نا اسماعیل بن جعفر عن عمارة بن غزیة عن خبیب بن عبد الرحمن بن اساف عن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب عن ابیہ عن جدہ عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال المؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر فقال احدکم اللہ اکبر اللہ اکبر ثم قال اشہد ان لا الٰہ الا اللہ قال اشہد ان لا

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

الہ الا اللہ ثم قال اشہد ان محمد رسول اللہ قال اشہد ان
محمد رسول اللہ ثم قال حی علی الصلوٰۃ قال لاحول ولاقوۃ
الا باللہ ثم قال حی علی الفلاح قال لاحول ولاقوۃ الا باللہ
ثم قال اللہ اکبر اللہ اکبر قال اللہ اکبر اللہ اکبر ثم قال
لا الہ الا اللہ قال لا الہ الا اللہ من قلبہ دخل الجنۃ ۔"

"امام مسلم کہتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کیا اسحق بن منصور نے اور اسحق بن منصور نے کہا کہ ہم کو خبر دیا ابو جعفر محمد بن جہضم ثقفی نے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کیا اسماعیل بن جعفر نے وہ روایت کرتے ہیں عمارہ بن غزیہ سے اور وہ خبیب بن اساف سے اور وہ حفص بن عاصم بن عمر سے اور حفص اپنے والد عاصم سے اور عاصم نے حفص کے دادا عمر بن خطاب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب موذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو تم میں سے ہر شخص (موذن کی آواز سننے والا) کہے اللہ اکبر اللہ اکبر، پھر جب موذن کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ تو جواب دینے والا بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے، جب موذن کہے اشہد ان محمد رسول اللہ تو جواب دینے والا کہے اشہد ان محمد رسول اللہ جب موذن کہے حی علی الصلوٰۃ تو جواب دینے والا کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ، پھر جب موذن حی علی الفلاح کہے تو جواب دینے والا لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے، اس کے بعد جب موذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو جواب دینے والا اللہ اکبر اللہ اکبر کہے۔ اور اس کے بعد جب موذن لا الہ الا اللہ کہے تو جواب دینے والا بھی سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے جنت میں داخل ہوگا ۔"

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اس روایت کا دو حصہ ہے۔ ایک حصہ راویوں کا یعنی حدیث نقل کرنیوالوں کے نام کا سلسلہ جس کو سندِ حدیث کہا جاتا ہے۔ دوسرا حصہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس کو متنِ حدیث کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا، اس لئے کہ امام مسلم رح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ امام مسلم رح کی پیدائش علی اختلاف الاقوال ۲۰۲ھ یا ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ میں ہوئی ہے۔ البتہ جن لوگوں کے واسطے سے یہ بات امام مسلم رح تک پہونچی ان سب کا نام امام مسلم نے بتا دیا۔ اب ان راویوں کی اصولِ حدیث کے مطابق جانچ کی جائیگی۔ امام مسلم سے لیکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک کل نو راوی ہیں، چونکہ یہ سب اصولِ حدیث کے مطابق بے عیب ہیں۔ اس لیے اس روایت کا حدیثِ رسول ہونا صحیح تسلیم کیا گیا۔ حدیث کی مشہور کتابیں بخاری شریف، مسلم شریف، نسائی شریف، ابو داؤد شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، موطا امام محمد، اور امام موطا امام مالک وغیرہ جتنی کتابیں ہیں، ان میں ہر حدیث سند کے ساتھ لکھی ہوئی ہے۔ لہذا کسی روایت کے متعلق یہ فیصلہ بآسانی ہو سکتا ہے کہ وہ کس درجہ کی ہے۔

اصولِ حدیث کے مطابق محدثین نے فرمایا ہے کہ کسی حدیث کا ایک راوی بھی مندرجہ ذیل عیب میں گرفتار نہ ہونا چاہئے۔ اگر ایک راوی بھی مندرجہ ذیل عیوب میں سے کسی ایک عیب میں مبتلا ہوگا تو اس کی روایت سے کسی معاملہ میں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

استدلال کرنا درست نہ ہوگا :-

(۱) وحدیث المبتدع مردود عند الجمہور۔
(راوی بدعتی نہ ہو) مقدمہ مشکوٰۃ ص۵ از شیخ عبدالحق رح

(۲) ثقہ کا مخالف نہ ہو۔

(۳) بہت غلطی نہ کرتا ہو۔

(۴) مجہول قسم کا نہ ہو۔

(۵) جھوٹا اور واضع حدیث نہ ہو۔

چنانچہ محدثین نے بعض کتابیں محض اس غرض سے لکھی ہیں کہ لوگوں کی واقفیت کیلئے ضعیف یا موضوع روایتوں کو جمع کر دیا جائے تاکہ غلط اور یوں کے ذریعہ جو روایتیں مشہور ہو چکی ہیں ان کی نشاندہی ہو جائے اور قول رسول کی عظمت برقرار رہ سکے، اس لئے کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا انکار کرنا محرومی اور تباہی کا باعث ہے، اسی طرح کسی دوسرے کی بات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بتانا بھی عظیم ترین گناہ اور کفر کا سبب ہے۔ چنانچہ المقاصد الحسنہ میں اسی بات کو بیان فرماتے ہوئے علامہ سخاوی رح المتوفی سنہ ۹۰۲ھ تحریر فرماتے ہیں :-

لان الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس کالکذب علیٰ	اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کر دینا

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

غیرہ من الخلق والامام حق الخلق
اهل البصيرة حوا بما ثرانه من
اکبر الکبائر وصرح غیر واحد من
علماء الدین وائمته بعدم قبول
توبته بل بالغ الشیخ ابو محمد
الجوینی فکفرہ وحذر فتنته و
ضررہ۔
(المقاصد الحسنہ ص۴۲۹ مصری مطبوعہ ۱۹۵۶ء)

ایسا نہیں ہے جیسا کہ مخلوق میں سے
کسی دوسرے انسان کی طرف منسوب
کردیا کیونکہ ارباب علم وبصیرت نے
اتفاق کیا ہے کہ یہ کام کبیرہ گناہوں
میں سب سے بڑا گناہ ہے اور متعدد
علماء دین اور ائمہ نے ایسے شخص کی
توبہ قبول نہ ہونے کی صراحت فرمائی ہے
بلکہ شیخ ابو محمد جوینی نے تو ایسے آدمی
کو کافر کہا ہے اور اس کے فتنے اور نقصانات سے ڈرایا ہے۔

علامہ سخاویؒ کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ جھوٹی حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ وہ بہت بڑا گناہ کرتے ہیں بلکہ ان کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی اور ان کے ایمان کے دائرہ سے نکل جانے یعنی کافر ہو جانے کی بھی بعض علماء نے صراحت فرما دی ہے۔

علم حدیث سے متعلق یہ بنیادی باتیں ناظرین کے سامنے آجانے کے بعد آئندہ صفحات میں اس بات سے متعلق تفصیلی بحث پیش کی جا رہی ہے کہ اذان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر کیا کرنا چاہیے اور اذان کا جواب کس طرح دینا چاہیے۔ اذان سن کر اس کا جواب کس طریقہ سے دیا جائے اس

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

سلسلہ میں جو سنت سے ثابت اور صحیح طریقہ تھا وہ مسلم شریف کے حوالے سے ایک مستند حدیث کے ذریعہ آپ کے سامنے آچکا ہے، اذان کے بعد دعا پڑھنا بھی مسنون ہے، دعا چونکہ مشہور اور معلوم ہے اس لئے لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی البتہ اذان کے جواب میں بعض لوگوں نے بے سند طریقہ پر مخصوص مقاصد کے تحت کچھ باتیں پیدا کرلی ہیں اور یہ لوگ اپنی بات درست ثابت کرنے کے لئے جس غلط استدلال اور مغالطہ آمیز تحریروں سے کام لیتے ہیں ان کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ زیر نظر کتاب میں پہلے مثبت اور منفی دونوں خیال کو دلائل کی تشریح اور تنقید کے ساتھ پیش کیا جائے گا، اس کے بعد اخیر کتاب میں فریق مخالف کی رازدارانہ سازش اور ان کے پر اسرار دعویٰ سنت کی نقاب کشائی کی جائے گی جس سے ناظرین کو مخالف جماعت کے علم و دیانت کا اندازہ ہوگا اور ساتھ ہی ان مقاصد کے سمجھنے میں سہولت ہوگی جن کے حصول کے لئے انہوں نے یہ جد و جہد جاری کی ہے۔

مخالفین کی جماعت میں سے ماضی قریب میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے غالباً سب سے پہلے رسالہ "تقبیل الابہامین" تحریر فرمایا تھا جس پر مختلف علماء نے بھرپور تنقید کرکے اس کا بے وزن ہونا ظاہر کردیا تھا لیکن اس کے بعد بھی رضاخانی جماعت نے اپنے دروغ کو فروغ دینے کیلئے بعض رسالے تحریر کئے، اگرچہ زیر نظر کتاب میں صرف مولوی انتخاب قدیری مرادآبادی صاحب

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

رسالہ "قبائل انتخاب" پر بحث کی جائے گی، لیکن اصولی طور پر نفس مسئلہ اور اس سے متعلق فریق مخالف کے جملہ دلائل کو تبصرہ کے ساتھ ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیا جائیگا۔ اخیر میں اصل کتاب شروع کرنے سے پہلے دو ضروری باتیں آپ ذہن میں محفوظ کرلیں تاکہ کتاب اور مسئلہ کے سمجھنے میں دشواری نہ پیش آئے

(۱) حضرت ملا علی قاری حنفی اپنی مشہور کتاب تذکرۃ الموضوعات میں فرماتے ہیں:-

" ثم لاعبرة بنقل صاحب النهاية ولا بقية شراح الهداية فانهم ليسوا من المحدثين۔"

صاحب نہایہ یا دوسرے شارحین ہدایہ کے کسی حدیث کو نقل کر دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ (فقہاء ہیں) محدثین نہیں ہیں۔

اس بات کو نقل فرمانے کے بعد حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلیؒ فرماتے ہیں:-

" وهذا الكلام من القاريؒ افاد فائدة حسنة وهي ان الكتب الفقهية وان كانت معتبرة في انفسها بحسب المسائل الفرعية وان كان مصنفوها ايضا

ملا علی قاری کی تحریر سے ایک بہت مفید بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ فقہ کی کتابیں اگرچہ اپنی جگہ مسائل فقہی میں معتبر ہیں اور اگرچہ ان کے مصنفین بھی قابل اعتماد ہیں اور فقہاء کاملین

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

من المعتبرين والفقهاء الكاملين	میں سے ہیں لیکن ان سب کے باوجود
لا یعتمد علی الاحادیث المنقولة	جو حدیثیں ان میں نقل کی گئی ہیں
فیہا اعتمادا کلیا ولا یجزم	ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے اور
بورودہا وثبوتہا قطعا بمجرد	نہ محض ان کتابوں میں ہونے کی وجہ
وقوعہا فیہا:	سے ان کے ثبوت کا یقین کیا جا سکتا
(مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص۱۳)	ہے۔

ضعیف حدیثیں بھی جن کے نزدیک فضائل اعمال میں معتبر ہیں ان کے یہاں یہ بھی شرط ہے کہ بہت زیادہ ضعیف نہ ہوں، ثقات کے مخالف نہ ہوں، اصول شرع کے خلاف نہ ہوں اور ان سے ثابت شدہ فعل کی سنیت کا اعتقاد نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ اور بقول مولوی انتخاب قدیری صاحب گڑھی ہوئی احادیث یا بے اعتبار سے نہ تو مسائل نکالے جاتے ہیں اور نہ بیان کئے جاتے ہیں۔ (قبائل انتخاب ص۲۲)

اختتام تمہید کے ساتھ ان احباب و معاونین کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں اپنے تعاون سے نوازا ہے۔ بالخصوص مولانا مشتاق احمد صاحب قاسمی استاد مدرسہ اصلاح المسلمین ضلع دھنباد کا ممنون ہوں کہ انہوں نے قدیری صاحب کے رسالہ "قبائل انتخاب" کی طرف متوجہ کیا اور اس کے ذریعہ پھیلنے والی گمراہی کے سد باب کیلئے جواب لکھنے کی تحریک چلائی۔ دعا ہے کہ احباب و معاونین کے خلوص کیساتھ خاکسار کی کوشش کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ سید طاہر حسین

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وجہ تالیف

اَلحمدُ للہ ربّ العٰلمینَ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلینَ وعلیٰ اتباعہٖ الیٰ یوم الدّین ط

مولوی محمد انتخاب قدیری نعیمی مراد آبادی صاحب کی مرتبہ کتاب جس کا نام "قبائل انتخاب" ہے بعض لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھی گئی۔ کتاب کے ٹائٹل پیج پر مولوی صاحب نے لکھا ہے :۔

"اذان میں نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا نام نامی سن کر انگوٹھا چومنے کا ثبوت احادیث کریمہ کی روشنی میں"

ظاہر ہے کہ جو لوگ ناواقفیت اور کم علمی کے باعث ہر کتاب کو کتاب سمجھنے کے عادی ہیں، خاص کر سادہ لوح عوام جو کسی بھی لمبے چوڑے القاب والے مولوی کی بات پر جلدی سے اعتماد کر لیتے ہیں، اگر وہ اس کتاب کو دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہو جائیں تو بے قصور ہیں۔ بلکہ ناواقفیت اور بے علمی

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کی بنا پر وہ قابل معافی خیال کئے جائیں گے مالبتہ مولوی انتخاب قدیری صاحب انتخاب العلما رحضرت مولانا حافظ قاری جیسے فرعنی القاب سے آراستہ ہونے کے باوجود اگر گمراہ کن غلط بیانی سے کام لیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے گئے افترا و بہتان کو دیدہ و دانستہ فرمان رسول اور حدیث پاک باور کرانے کی کوشش کریں تو علمی دنیا میں قدیری صاحب کسی طرح قابل معافی نہیں تسلیم کئے جاسکتے اور نہ ہی خدا و رسول کی بارگاہ میں ان کے لئے معذرت کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اسی بنا پر قدیری صاحب کی گمراہ کن کتاب کا علمی محاسبہ اور اس کا تحقیقی جائزہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ قدیری صاحب کی کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ مقدمہ سے شروع ہو کر ص۱۱ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا حصہ ص۱۱ سے ختم کتاب تک ہے۔ کتاب مذکور کے پہلے حصہ کو زیر بحث لانا میں نے اس لئے ضروری نہیں سمجھا کہ اس کا قدیری صاحب کے پیش کردہ مسئلہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے قدیری صاحب نے کتاب کے دس صفحے محض اس خیال سے سیاہ کئے ہیں کہ ناواقفوں کی نگاہ میں اپنا انتخاب العلما ہونا ثابت کر سکیں چونکہ یہ حصہ غیر متعلق باتوں پر مشتمل تھا جس کا خلاصہ عظمت رسول اور شان رسالت کو بیان کرنا ہے جس کا کوئی فریق منکر نہیں ہے اس لئے اس حصہ کو نظر انداز

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کر دیا گیا ہے۔لیکن کتاب کا دوسرا حصہ جس میں قدیری صاحب نے اپنا زور علم دکھا کر انگوٹھا چومنے کا ثبوت پیش کرنا چاہا ہے، وہ قابل بحث ہے۔ اس لئے صرف اسی حصہ پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔

اس حصہ میں دلائل کے نام سے قدیری صاحب نے جو کچھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس کے تین ٹکڑے ہیں۔ پہلے قدیری صاحب نے من گھڑت روایتوں کو احادیث کا نام دے کر فرمان رسول باور کرانے کی پوری کوشش کی ہے، اس کے بعد تجربات و مشاہدات کی روشنی میں غیر معلوم اور خود ساختہ بزرگوں کا قول اور عمل تحریر کیا ہے۔ انہیں باتوں پر قدیری صاحب نے اکتفا نہیں کیا، بلکہ مزید صفحات بھی اپنے نامہ اعمال کی طرح خوب سیاہ کئے ہیں جن میں بزعم خود انگوٹھا چومنے کا جواز و استحباب فقہ کی روشنی میں ثابت کرنا چاہا ہے۔

بعض وجوہ کے تحت مناسب یہی سمجھا گیا کہ قدیری صاحب کے دلائل کے آخری حصہ یعنی فقہی حوالے والے ٹکڑہ پر پہلے بحث کی جائے۔ اس لئے زیر نظر کتاب میں پہلے قدیری صاحب کے پیش کردہ فقہی دلائل کا جائزہ لیا جائے گا اس کے بعد احادیث والے حصہ پر تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

قدیری صاحب کی پر فریب ڈینگ بازی

قدیری صاحب فرماتے ہیں:۔

"فقہائے کرام کی کتب کی عبارات جن سے مسئلہ اور بھی زیادہ واضح ہو جائے گا اور مخالفین و منافقین کو بھی مجال انکار نہیں رہے گی، میں ان کتب کو حوالے میں پیش کروں گا جن کے حوالے منافقین و مخالفین بھی اپنی کتابوں میں عموماً پیش کرتے ہیں:"

(قبائل انتخاب صفحہ ۲۳)

اس بات پر گفتگو تو بعد میں کی جائے گی کہ قدیری صاحب کے مستند فقہائے کرام کون لوگ ہیں لیکن اتنی بات اسی جگہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ قدیری صاحب کو۔

بدعت میں ہر اک مسئلہ الٹا نظر آیا　　　مجنوں نظر آتی لیلیٰ نظر آیا

قدیری صاحب آپ کے حوالے کی بنیادی کتابیں کچھ اسی قسم کی ہیں کہ واقعی انہیں اہل سنت کے مخالفین اور آپ جیسے منافقین ہی سند میں پیش کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں، بعض کتابیں اگرچہ اس قسم کی نہیں ہیں لیکن ان میں آپ کے مطلب کی بات انہیں کتابوں کے حوالہ سے درج کی گئی ہے اور ناقلین کا مقصد

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اس بات کی تائید و توثیق نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ منافقین اسلام اور دشمنان دین کی سازش اور فریب کاری سے لوگوں کو واقف کرایا جائے صرف نقل کرنے والوں کو ہی دیکھ کر وہ بات قبول نہیں کی جائے گی بلکہ جن کتابوں کے حوالے سے بات کہی گئی ہے ان پر بھی غور کرنا ہوگا ۔ اور نقل کرنے والوں کا منشار بھی سمجھنا ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ آپ جیسے انتخاب العلما، کو ان چیزوں سے کیا واسطہ ہے، یہ کام تو اہل علم اور ارباب تحقیق کے ہیں ۔

شامی کے حوالے میں قدیری کی جہالت

انتخاب قدیری صاحب نے علامہ ابن عابدین شامی کی ایک تحریر ردالمحتار کے حوالے سے نقل فرمائی ہے، لیکن بعد کی عبارت چونکہ ان کے لئے مفید مطلب نہ تھی، بلکہ وہ عبارت ان کی جہالت اور خیانت کا پردہ چاک کرنیوالی تھی، اس لئے اس کو بالکل غائب کر گئے ہیں۔ قدیری صاحب نقل فرماتے ہیں :

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیك یا رسول الله وعند الثانية منها قرت عینی بك یا رسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے پہلی شہادت کو سننے کے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کو سننے کے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پھر کہے اللھم متعنی بالسمع

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

وضع ظفری الابهامین علی
العینین فانه علیه السلام قائد
له فی الجنة کذا فی کنز العباد
قهستانی ونحوه فی الفتاوی
الصوفیة وفی کتاب الفردوس
من قبل ظفری ابهامیه عند
سماع اشهد ان محمدا رسول
الله فی الاذان انا قائده و
مدخله فی صفوف الجنة وتمامه
فی حواشی البحر للرملی ..
(رد المحتار المعروف شامی جلد
اول صفحہ ۲۶۷)
(قبائل انتخاب ص۲۳، ۲۰)

والیحو دونوں انگوٹھوں کو دونوں
آنکھوں پر رکھنے کے بعد اس لئے
کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ
وسلم اس کی قیادت فرمائیں گے جنت
میں، ایسے ہی کنز العباد میں ہے.
اور اسی کے مثل فتوی صوفیہ میں ہے
اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جس نے
اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں
کو چوما اذان میں اشہد ان محمدا رسول
اللہ سننے کے وقت میں اس کی قیادت
فرماؤں گا جنت کی صفوں میں اور
اس کی مکمل بحث بحر الرائق کے حاشی
رملی میں ہے ..

لیکن اس کے بعد کی عبارت قدیری صاحب ہڑپ کر گئے حالانکہ وہ
تمامہ فی حواشی البحر للرملی کے بعد شامی لکھتے ہیں:

عن المقاصد الحسنة
وذکر ذالك الجراحی واطال

یہ بات بحر الرائق کے حاشیہ پر علامہ
سخاوی کی مقاصد حسنہ سے نقل

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء ونقل بعضهم ان القهستاني كتب على هامش نسخته ان هذا مختص بالاذان واما في الاقامة فلم يوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع (شامی جلد اول ص۲۶۲)

کی گئی ہے، اس کو علامہ جراحیؒ نے ذکر کیا ہے اور طویل گفتگو فرمائی ہے اس کے بعد کہا ہے کہ ان میں سے کوئی بات صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ بعض لوگوں سے یہ بھی منقول ہے کہ قہستانی نے اپنی کتاب کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ بات صرف اذان ہی کے ساتھ خاص ہے، اقامت میں اس عمل کے لئے تلاش وجستجو کے باوجود کوئی ثبوت نہیں مل سکا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی کی اس تحریر سے یہ باتیں بالکل آشکارا ہو جاتی ہیں:۔

۱۔ شامی کے نزدیک علامہ جراحی کا ان باتوں کے متعلق یہ فرمانا کہ حدیث مرفوع سے کچھ بھی ثابت نہیں، سو فی صد صحیح اور درست ہے ورنہ شامی علامہ جراحی کی تنقید نقل کرنے کے بعد خاموشی اختیار نہ کرتے بلکہ اس کی تردید فرماتے۔

؎ ھو الشیخ اسماعیل بن محمد العجلونی المشہیر بالجراحی المتوفی (۱۱۶۲ھ)
(از مقدمہ المقاصد الحسنہ لعبد الوہاب عبد اللطیف المدرس بالازہر)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

۲۔ مقاصد حسنہ یا حاشیہ رملی وغیرہ میں جو روایت اس سلسلے کی لکھی گئی ہے وہ نہ تو حقیقت میں حدیث ہے اور نہ ہی قابل اعتبار کوئی چیز ہے

۳۔ علامہ شامی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگوٹھا چومنے کا مسئلہ سب سے پہلے کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد قہستانی نے اس کو بحوالہ کنز العباد جامع الرموز میں لکھا ہے۔ پھر مابعد کی تمام کتابوں میں انہیں کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے۔

۴۔ شامی اس جگہ یہ بات بھی بتانا چاہتے ہیں کہ قہستانی جو انگوٹھا چومنے کے قائل اور بڑے سرگرم حامی ہیں ایک غیر صحیح روایت کا سہارا بھی لے سکتے ہیں لیکن اذان کے علاوہ دوسرے مواقع مثلاً اقامت وغیرہ میں اس عمل کے وہ بھی قائل نہیں۔ اسی لئے قہستانی کو بھی صاف لکھنا پڑا کہ بڑی محنت اور کاوش کی مگر اقامت میں اس کے لئے کوئی ثبوت فراہم نہ ہو سکا۔ انگوٹھا چومنے کی روایتوں کے غلط ہونے کے متعلق شامی کی اس قدر واضح تصریح کے بعد بھی شامی کے حوالے سے انگوٹھا چومنے کا ثبوت پیش کرنے کی زحمت اٹھانا قدیری صاحب کی جہالت یا خیانت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

دوسری بات جو خاص طریقہ پہ یاد رکھنے کی ہے وہ یہ کہ مولوی انتخاب قدیری اور ان کے ہم مسلک جملہ رضاخانی جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے ہیں تو وہ خواہ درود پڑھیں یا نہ پڑھیں لیکن یہ عمل ضرور کرتے ہیں۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اس عمل کیلئے اذان ہی کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ رضاخانی حضرات وعظ و تقریر اذان و اقامت وغیرہ غرض ہر موقع پر یہ عمل کرتے ہیں اور ایسا نہیں کہ اتفاقاً کرتے ہوں اس لئے کہ ان کے خیال میں جو شخص ایسا نہ کرے وہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ عمل اہل سنت کا ایک عظیم ترین شعار اور جماعتی نشان ہے، مگر جب رضاخانی لوگوں سے اس کا ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو اذان کے وقت کا مسئلہ سامنے رکھتے ہیں۔ نہ معلوم قول و عمل کا یہ تضاد کس مصلحت پر مبنی ہے، اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جن علماء کی کتابوں کے اقوال اپنے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ان کے اندر بھی نہ صرف یہ کہ اذان کی قید ہے بلکہ اس بات کی کھلی صراحت موجود ہے کہ یہ کام اذان کے علاوہ دوسرے مواقع حتی کہ اقامت تک میں ناجائز اور بے ثبوت ہے لیکن رضاخانیوں کا نہ اس پر عمل ہے اور نہ اس کو بیان کرنا وہ پسند کرتے ہیں۔ اسی جگہ شامی کی جو عبارت انتخاب قادری صاحب نے نقل کی ہے، اس میں دوسرے مواقع پر ممانعت والا جملہ غائب کر گئے حالانکہ ان کے مستند فقہاء خصوصاً قہستانی بھی اس کے قائل نظر آتے ہیں۔

انگوٹھا چومنے کے بنیادی حوالوں کی حقیقت

انگوٹھا چومنے کے ثبوت میں جن کتابوں کا نام لیا جاتا ہے۔ ان

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

میں بنیادی حیثیت کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ کو حاصل ہے کیونکہ بعد میں جن لوگوں نے اس کی حمایت کی ہے سب کا ماخذ کنز العباد یا فتاویٰ صوفیہ ہی ہے۔

اس لئے فتاویٰ صوفیہ اور کنز العباد کی حقیقت واضح کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ ارباب تحقیق کے نزدیک دونوں کتابیں قابل اعتماد نہیں ہیں مذکورہ کتابوں کی صرف وہی باتیں اعتبار کے لائق ہیں جو دوسری مستند کتابوں کے موافق ہوں۔ ورنہ وہ ہرگز اعتبار کے لائق نہیں۔ علامہ عبدالحی رح لکھنوی فرماتے ہیں:۔

"الفتاوی الصوفیة لفضل اللہ محمد بن ایوب تلمیذ جامع المضمرات کما نقله صاحب الکشف عن البرکلی انه قال لیست من الکتب المعتبرة فلا یجوز العمل بما فیها الا اذا علم موافقتها للاصول"	فتاوی صوفیہ فضل اللہ محمد بن ایوب شاگرد جامع المضمرات کی تصنیف ہے، جیسا کہ صاحب کشف الظنون نے برکلی کے حوالے سے کہا ہے فتاوی صوفیہ معتبر کتابوں میں سے نہیں ہے، لہذا اس کی باتوں پر عمل کرنا جائز نہ ہوگا الا یہ کہ وہ اصول شریعت کے مطابق ہوں۔
مقدمہ عمدة الرعایة ص۱۲	

نیز علامہ عبدالحیٰ فرنگی محلی رح اپنی ایک دوسری کتاب "النافع الکبیر لمن

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

بطالع الجامع الصغیر، میں فرماتے ہیں۔

"کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ چونکہ ضعیف و موضوع روایات پر مشتمل کتابیں ہیں۔ لہذا فقہاء و محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہیں"

(بحوالہ اصلاح المسلمین حصہ اول صفحہ ۲۵ از عبید اللہ الاسعدی)

یہ ہے قدیری صاحب کی مستند کتاب جس کو برکلی و صاحب کشف الظنون اور مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلیؒ تینوں بیک زبان غیر معتبر اور ناقابل عمل فرمارہے ہیں۔ رہی کنز العباد تو اس کا حال زار فتاوی صوفیہ سے بھی زیادہ خراب ہے، جس کتاب کے مرتب و مصنف تک کا نام غیر معلوم ہو اور جس کے حالات کا بھی کوئی علم نہیں کہ وہ کس درجہ اور کس خیال کے ہیں، ایسے لوگوں کی کتابوں کو حوالہ میں پیش کرنا صرف رضاخانی مولوی ہی کا کام ہے اور درحقیقت اس فرقہ کی بنیاد ہی ایسی کتابوں پر ہے۔ "الاوراد" ایک کتاب تھی جس میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد و وظائف جمع کئے گئے تھے۔ اسی کتاب کی شرح دوسرے سوانح اور فتاوی کی مدد سے علی بن احمد غوری نے فارسی میں زبانی طور پر کسی کو تحریر کرایا تھا اسی کا نام کنز العباد فی شرح الاوراد ہے اصل مرتب کا نام تک لاپتہ ہے یہی غیر معلوم مجہول الحال شخص کی کتاب قدیری صاحب کا مستند ماخذ ہے۔ صاحب کشف الظنون کنز العباد کے متعلق فرماتے ہیں۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کنز العباد فی شرح الاوراد یعنی	کنز العباد اناوراد کی شرح یعنی
اوراد الشیخ الاجل محی السنة شہاب	شیخ اجل سنت کو رواج دینے والے
الدین السہروردی وھو شرح لبعض	بزرگ شہاب الدین سہروردی کے
المشائخ فی مجلد منقول من کتب	وظائف واوراد کی شرح کسی بزرگ
الفتاوی والواقعات وھو شرح فارسی	نے لکھی ہے جو کتب فتاوی اور سوانح
بالقول لعلی بن الغوری الساکن	سے ماخوذ ایک جلد میں ہے وہ فارسی
بخطة کزہ۔	میں علی بن احمد غوری کی زبانی لکھوائی
(کشف الظنون جلد دوم ص۱۹ مصری)	ہوئی کتاب ہے علی بن احمد غوری اصلاً

کزہ[1] کے باشندہ تھے۔

اسی قسم کے غیر معروف اور مجہول بزرگوں اور غیر معتبر کتابوں سے رضاخانی مذہب کی حیات وابستہ ہے اور چونکہ انہیں کے حوالہ سے علامہ شامی نے بلاتائید وتوثیق ہی سہی مگر نقل کیا ہے۔ اس لئے شامی کا حوالہ دے کر انتخاب قدیری صاحب یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ فقہ کی بہت ہی مشہور کتاب ہے جس سے اپنے اور بیگانے سبھی فتوی دیا کرتے ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ قدیری صاحب جیسے علم سے بیگانے یقیناً کتابوں کا حوالہ محض عوام کو مرعوب کرنے کے لئے بات کو سمجھے بغیر دے دیا کرتے ہیں اپنے علماء تو کسی کتاب سے عبارت یا قول نقل کرتے وقت صاحب کتاب کے منشا اور صاحب قول کے دونوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔

---

[1] سے معلوم ہوا یورپین ۔۔۔ کا نام کرزہ ہے ۔۔۔ کا معرب کزہ ہے۔

کنز العباد نہ کوئی فقہ کی کتاب ہے نہ حدیث کی، وہ غیر معلوم فتاوی کا اور سوانح وواقعات کا ایک مجموعہ ہے جس کے بزرگ مرتب کا حال معلوم نہیں۔ قہستانی بھی اگرچہ قدیری صاحب کے حوالوں میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن جامع الرموز کے حوالہ کا جائزہ لیتے وقت قہستانی اور ان کی کتاب جامع الرموز سے متعلق گفتگو کی جائے گی۔ یہاں قدیری صاحب کے بنیادی حوالے کی کتابوں میں فتاوی صوفیہ اور کنز العباد ہی کی بحث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

فقہ کی ایک اور مشہور کتاب

قدیری صاحب کی عبارت نے طحطاوی کا حوالہ دینے میں جو گل کھلایا ہے اسے دیکھ کر بےساختہ یہ شعر زبان پر آتا ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

لکھتے ہیں:۔

"فقہ کی ایک اور مشہور معروف کتاب کا حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

انہ یستحب ان یقول عند سماع الاولی من الشہادتین	مستحب یہ ہے کہ کہے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

النبي صلى الله عليك يارسول الله و
عن سماع الثانية قرة عيني بك
يارسول الله اللهم متعني بالسمع
والبصر بعد وضع ابهاميه على
عينيه فانه صلى الله عليه وسلم
يكون قائدا له في الجنة وذكره
الديلمي في الفردوس من حديث
ابي بكر الصديق رضي الله عنه
مرفوعا من مسح العين بباطن
الانملتين السبابتين بعد تقبيلهما
عند قول المؤذن اشهد ان محمدا
رسول الله وقال اشهد ان محمدا
عبده ورسوله رضيت بالله ربا
وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله
عليه وسلم نبيا حلت له شفاعتي
وكذا اروي عن الخضر عليه السلام
وبمثله يعمل في الفضائل۔

کی دونوں شہادتوں میں سے پہلی
کے سننے کے وقت صلی اللہ علیک یا
رسول اللہ، دوسری شہادت سننے
کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ
اللھم متعنی بالسمع والبصر اپنے دونوں
انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر
رکھنے کے بعد اس لئے کہ جناب رحمۃ
للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس کی
قیادت فرمانے والے ہوں گے جنت
کی طرف اور دیلمی نے بیان کیا ہے کہ
کتاب مسند الفردوس میں سیدنا
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے حدیث سے مرفوعا جس شخص نے
شہادت کی انگلیوں کے پورے باطنی
جانب سے آنکھوں پر لگائے، چومنے
کے بعد موذن کے اشہد ان محمدا رسول
اللہ کہنے کے وقت اور کہا اشہد ان

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۱۲۲) محمد اعبدہ و رسولہ رضیت باللہ ربًا

(قبائل انتخاب ص۲۵) وبالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ

علیہ وسلم نبیا تو حلال ہوگئی اس کے لئے میری شفاعت ۔ اور ایسے ہی سیدنا حضرت خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا اور اس جیسی حدیث پاک پر فضائل میں عمل کیا جاتا ہے (قبائل انتخاب ص۲۶)

طحطاوی کا حوالہ تحریر فرما کر قدیری صاحب نے اپنی بے علمی اور جہالت کے ثبوت کے لئے ایک ناقابل انکار حجت قائم کر دی ہے۔ طحطاوی ص۱۲۲ کے حوالہ سے درج بالا عبارت پڑھنے کے بعد یہ خیال درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہے کہ اصل طحطاوی نہ قدیری صاحب نے دیکھی ہے اور نہ طحطاوی سمجھنے کی قدیری صاحب میں صلاحیت ہے ۔ اصل طحطاوی کی عبارت اور حوالہ کی عبارت میں مندرجہ ذیل فرق پایا جاتا ہے اور مذکورہ بالا عبارت طحطاوی مصری کے ص۱۱۹ نمبر ۱۱۹ پر ہے :-

۱ - من الشہادتین للنبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیک یارسول اللہ -

---

لہ صاحب تفسیر روح البیان نے بھی قریب قریب ہی لکھا ہے، دیکھئے روح البیان جلد ۴ ص۶۴۹ ، اور خزانۃ الروایۃ میں بھی اسی قسم کی بات ہے ۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

۲۔ بباطن انملة السبابتين۔

طحطاوی کے اندر مذکورہ بالا صورت میں دونوں عبارتیں پائی جاتی ہیں۔

اور درج ذیل صورتوں میں دونوں عبارتوں کو قدیری صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

۱۔ من الشهادتين النبي صلى الله عليك يارسول الله

۲۔ بباطن الانملتين السبابتين۔

پہلے جملہ میں للنبی کو النبی لکھا اور للنبی کے بعد طحطاوی میں صلی اللہ علیہ وسلم صاف تحریر تھا۔ لیکن قدیری صاحب کی رسول دشمنی نے درود شریف کا جملہ غائب کر دیا۔ دوسرے جملے میں نقل کی۔ لفظی غلطی کے علاوہ انملة واحد اور انملتین تثنیہ میں بھی قدیری صاحب کوئی تمیز نہیں کر پاتے ہیں جس کو عربی کا ابتدائی طالب علم بھی محسوس کر سکتا ہے۔ اسی طرح ترکیب اضافی اور ترکیب توصیفی کا فرق بھی قدیری صاحب کی سمجھ میں نہ آسکا ہے۔ یہ باتیں محض قدیری صاحب کی اصل حوالے سے عدم واقفیت اور عربی زبان سے جہالت کے ثبوت کے طور پر لکھ رہا ہوں، اگرچہ اپنی جگہ اس بات کا یقین ہے کہ قدیری صاحب اپنی تمام غلطیوں کو آبائی عادت کے مطابق کاتب کے سر تھوپ دیں گے اس لیے ناظرین کا وقت ان لفظی بحثوں میں ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اصل مقصد تو قدیری صاحب کی فریب کاری اور خیانت و جہالت کو واضح کرنا ہے، جس کے لئے ان باتوں کو پہلے سے ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

روشنی میں تاریکی

فقہ کی روشنی میں اپنا مطلب ثابت کرنے کیلئے قدیری صاحب نے کل چار کتابوں کے حوالے درج کیے ہیں۔ شامی، طحطاوی۔ جامع الرموز۔ حاشیہ جلالین۔ محض حوالوں کی تعداد بڑھانے کیلئے قدیری صاحب کو کتابوں کی تعداد بڑھانی پڑی ہے جس سے قدیری صاحب یہ اثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ ہماری بات بہت سی کتابوں سے ثابت ہوتی ہے اگرچہ ان حوالوں میں بنیادی کتاب صرف ایک ہی ہے جس کا تذکرہ قدیری صاحب کی تحریر کردہ جملہ کتابوں میں صراحتہً موجود ہے جس کی مفصل بحث بھی پیش کی جا رہی ہے تاہم قدیری صاحب کی فنکارانہ فریب دہی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے بدعت وجہالت کی تاریکی پھیلانے کے لئے جس طرح نام نہاد روشنی کا سہارا لیا ہے، یہ بھی اتنا بڑا کمال ہے کہ جس کی داد نہ دینا ایک طرح کی ناانصافی اور قدیری صاحب کی ناقدری کے مرادف ہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

طحطاوی کی عبارت جہاں سے قدیری صاحب نے شروع کی ہے اس کے اوپر یہ جملہ لکھا ہوا ہے۔

" ذکر القہستانی عن کنز العباد"، قہستانی نے بحوالہ کنز العباد یہ بات

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ذکر کیا ہے جس سے ہر شخص بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ مسئلہ طحطاوی نے بھی قہستانی ہی سے لیا ہے۔ اس طرح معاملہ پھر قہستانی اور کنز العباد پر آجاتا ہے۔ کنز العباد کی حقیقت تو اوپر بیان کردی گئی ہے۔ آئندہ حوالہ کے ذیل میں قہستانی اور ان کی کتاب جامع الرموز پر بھی گفتگو آرہی ہے۔

قدیری صاحب کی بے خبری کا عالم

باقی رہی یہ بات کہ طحطاوی نے بات صرف نقل نہیں کی ہے بلکہ تائید و توثیق بھی کردی ہے جس سے طحطاوی کی رائے قدیری صاحب کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ طحطاوی کی رائے کسی مسئلہ میں قابل اعتماد نہیں ہے، محض طحطاوی کی ذاتی رائے پر جس مسئلہ کی بنیاد قائم ہو وہ اکثر غلط ہوتا ہے اور اس جگہ بھی یہی بات ہے۔ طحطاوی کی ذاتی رائے لائق توجہ نہ ہونا کوئی ہمارے گھر کی بات نہیں ہے، بلکہ قدیری صاحب کے پیشوائے مذہب اور روحانی باپ مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی اس معاملے میں ہمارے ہم نوا ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنے گھر کا حال بھی قدیری صاحب کو معلوم نہیں۔

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

قدیری صاحب نے رضا خانی فرزند ہونے کے باوجود اپنے محسن

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اور آقائے نعمت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اس اصول کو اس جگہ بڑی بے شرمی کے ساتھ ٹھکرا دیا ہے بلکہ ایسا کر کے انہوں نے اپنے مذہبی انحراف اور محسن کشی کا ایک غیر فانی ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ طحطاوی کی رائے کتنی اہم ہوتی ہے اس کے متعلق خاں صاحب بریلوی کی اصولی بات ان کے مخصوص انداز میں فتاویٰ رضویہ جلد اول صـ۳۹ پر پڑھیئے :۔

طحطاوی نے لکھا ہے کہ زکام سے وضو ٹوٹ جانا چاہیئے، یہ مسئلہ بحوالہ طحطاوی نقل کرنے کے بعد خاں صاحب فرماتے ہیں :۔

" زکام ایک عام چیز ہے غالباً جب سے دنیا بنی کوئی فرد بشر جس نے چند سال عمر پائی ہو ، اسے کبھی نہ کبھی اگرچہ جاڑوں کی ہی فصل میں زکام ضرور رہا ہوگا، یقین عادی کی رو سے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین اعلام و ائمہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خود بھی عارض ہوا ہو، ایسی عموم بلوی کی چیز میں اگر نقض وضو کا حکم ہوتا تو ایک جہان اس سے مطلع ہوتا مشہور و مستفیض حدیثوں میں اس کی تشریح ہوتی، کتب ظاہر الروایۃ سے لے کر متون و شروح و فتاویٰ سب اس کے حکم سے مملو ہوتے نہ کہ بارہ سو برس کے بعد ایک مصری فاضل سید علامہ طحطاوی بعض عبارات سے بطور احتمال نکالیں"!

(فتاویٰ رضویہ جلد اول صـ۳۹، ۴۰)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مگر زکام سے وضو ٹوٹنے کے معاملے میں طحطاوی کی رائے قابل قبول نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر مولوی احمد رضا خاں صاحب کے تحریر کردہ اصول کے مطابق ان کے روحانی فرزند مولوی انتخاب قدیری صاحب کو انگوٹھا چومنے کے مسئلہ میں طحطاوی کی رائے پر کیوں اصرار ہے۔ جب کہ یہاں بھی معاملہ زکام ہی جیسا ہے۔ لہٰذا قدیری صاحب کو یہ بات تسلیم کرنے میں انکار نہ ہونا چاہئے کہ

اذان ایک عام چیز ہے غالباً جب سے اسلامی دنیا قائم ہوئی ہر فرد بشر جس نے چند سال عمر پائی ہو اسے کبھی نہ کبھی اذان سننے کا ضرور اتفاق ہوا ہو گا بلکہ یقین قطعی کی رو سے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین اعلام و ائمہ عظام رضی اللہ عنہم کو بلاشبہ اذان سننے کہنے اور اس کا جواب دینے کا سابقہ پیش آیا ہو گا، ایسی عام ابتلائی چیز ہیں جس سے دن رات میں پانچ مرتبہ سابقہ پڑتا ہے اگر انگوٹھا چومنے کا حکم ہوتا تو لیک جہاں اس سے مطلع ہوتا مشہور اور مستند حدیثوں میں اس کی تشریح آئی ہوتی۔ حدیث کی کتابوں سے لے کر کتب فقہ کی متون و شروح معتبرہ اور مستند فتاویٰ سب اس حکم سے لبریز ہوتے نہ کہ بارہ سو برس کے بعد ایک مصری فاضل علامہ طحطاوی اور رضا خانی عالم بعض عبارات سے یہ مسئلہ نکالیں۔

قدیری صاحب نے بزعم خود طحطاوی کے حوالہ کو بہت بڑی دلیل خیال فرمایا تھا لیکن ان کے مذہبی پیشوا مولوی احمد رضا خاں صاحب طحطاوی کی تحقیق

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کو بھی اعتماد کے قابل نہیں سمجھتے۔ ناظرین نے اس جگہ محسوس کیا ہوگا کہ قدیری صاحب اپنے گھر تک سے بے خبر ہونے کے باوجود کس بے حیائی سے علماءِ حق کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ طحطاوی کا "ومسئلہ یعمل فی الفضائل"، یعنی اس جیسی حدیث پر فضائل میں عمل کیا جاتا ہے، لکھ دینا اس وہم پر مبنی ہے کہ مسند الفردوس سے نقل کی گئی حدیث طحطاوی کے نزدیک صرف ضعیف ہے حالانکہ بات ایسی نہیں ہے کیونکہ اس سلسلہ کی جملہ روایتیں ہی سرے سے من گھڑت ہیں، جیسا کہ احادیث کی بحث میں اس کا تفصیلی بیان پیش کیا جائے گا۔

قدیری صاحب اگر ان باتوں کے سمجھنے سے معذور تھے تو کم از کم اپنے موجد مذہب کے تحریر کردہ اصول کے مطابق اتنی بات تو ضرور سمجھ سکتے تھے کہ اذان کی کیفیت اور اس کے جواب دینے کے طریقہ سے متعلق جملہ مسائل بے شمار صحابۂ کرام نقل فرماتے ہیں اور ان باتوں کا تذکرہ متعدد صحابہ حدیثوں میں نقل فرماتے ہیں، لیکن بات کیا ہے کہ انگوٹھا چومنے کا کوئی معمولی اشارہ بھی نہیں کرتا، انگوٹھا چومنے کی روایت بیان کرنے کے لئے صحابہ کی کثیر جماعت میں سے کوئی فرد تیار نہیں نظر آتا، جب ہی تو اس کی روایت کیلئے خضر علیہ السلام کو لایا جاتا ہے۔

اور پھر اپنی جہالت اور فریب کاری پر پردہ ڈالنے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ کے نام کا جعلی اضافہ کیا جاتا ہے۔ اگر اتنی موٹی سی بات بھی قدیری صاحب محسوس کر لیتے تو شاید بناوٹی روایتوں کو فرمان

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

رسول یاد کرانے کی کوشش سے باز رہ جاتے۔

شامی اور طحطاوی کا بیان قدیری کیلئے غیر مفید ہے

ان بحثوں کے علاوہ ایک قابل غور بات یہ بھی ہے کہ شامی کے حوالہ سے قدیری صاحب نے نقل فرمایا ہے کہ مسند الفردوس میں یہ لکھا ہے ہے۔

"جس نے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اذان میں اشھد ان محمدا رسول اللہ سننے کے وقت"، (قبائل انتخاب ص۲۴)

اور طحطاوی کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ مسند الفردوس میں یہ لکھا ہے:-

"شہادت کی انگلیوں کے پورے باطنی جانب سے آنکھوں کو لگائے"،

(قبائل انتخاب ص۲۶)

قدیری صاحب نے اس بات پر اظہار رائے نہیں فرمایا کہ مسند الفردوس کا حوالہ شامی نے درست دیا ہے یا طحطاوی نے، اور اگر دو روایتوں کی بنیاد پر دونوں حوالے صحیح تسلیم کر لیے جائیں تو بھی عمل کی صورت تو مقرر کرنی ہی ہوگی، کیونکہ ایک روایت میں انگوٹھا چومنا ہے اور دوسری میں شہادت کی انگلی انگوٹھوں میں ناخنوں کے چومنے کی تصریح ہے اور ناخن ہر انگلی کا پشت پر ہے جس کو عربی میں ظاہر کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مسند الفردوس سے شامی نے جو نقل کیا ہے اس میں ناخنوں کی قید بالکل واضح ہے اور طحطاوی نے اسی مسند الفردوس

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

سے شہادت کی انگلیوں کے پورے میں باطنی جانب یعنی انگلی کے اندر کی طرف سے چومنے کی تصریح نقل کی ہے۔ قدیری صاحب انتخاب العلماء ہونے کے باوجود ان متضاد امور پر کوئی بحث نہیں کرتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ دونوں روایتوں پر عمل کرنے کیلئے انگوٹھے کے ساتھ انگشت شہادت کو بھی چوم لیا جائے گا تو کسی حد تک بات بن جائے گی۔ لیکن غور کرنے کی بات تو یہ ہے کہ پیٹ اور پیٹھ اندر اور باہر ظاہر اور باطن کو ایک سمجھنا کیونکر درست ہو گا۔

دوسرا اختلاف ان روایات میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ شامی اور طحطاوی دونوں نے پہلی شہادت کے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہنے کی صراحت کی ہے۔ ایسے ہی دونوں نے دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور اللھم متعنی بالسمع والبصر کہنے کی تصریح فرمائی ہے۔

لیکن طحطاوی نے مسند الفردوس کے حوالہ سے حضرت ابوبکر کی روایت میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"جس شخص نے شہادت کی انگلیوں کے پورے باطنی جانب سے آنکھوں کو لگائے چومنے کے بعد موذن کے اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت اور کہا اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا تو حلال ہو گئی اس کے لئے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

میری شفاعت ۱۱ (قبائل انتخاب ص۲۶)

لیکن طحطاوی نے مسند الفردوس کی مذکورہ روایت سے نہ پہلی شہادت اور دوسری شہادت کی تفصیل ظاہر ہوتی ہے اور نہ دونوں کے لئے الگ الگ وظیفے کی تعیین معلوم ہوتی ہے، نہ کہیں صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کا جملہ ہے اور نہ کہیں اللھم متعنی بالسمع والبصر کا پتہ ہے۔ بلکہ مسند الفردوس کی یہ روایت تو رضا خانیوں اور اہل بدعت کے طریقۂ کار کے بالکل خلاف اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہنے کی صراحت کر رہی ہے اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور اللھم متعنی بالسمع والبصر کی جگہ رضیت باللہ ربا والی دعا پڑھنے کی تاکید کر رہی ہے، روایتوں کا کھلا ہوا اختلاف اور اس قدر واضح تضاد بھی رضا خانی علماء کو اس بدعت کی نحوست کے سبب نظر نہیں آتا، حالانکہ ان کے خیال کے مطابق اس عمل کی برکت سے دل کی بصیرت کی طرح آنکھوں کی بصارت غائب نہ ہونا چاہئے تھا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

قدیری صاحب کا ایک بہت بڑا کمال

انتخاب قدیری صاحب جامع الرموز کے حوالہ سے لکھتے ہیں،،

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

واعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة الثانية صلى الله عليك يا رسول الله وعند سماع الثانية قرة عيني بك يا رسول الله ثم يقال اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الابهامين على العينين فانه صلى الله عليه وسلم يكون قائدا له في الجنة (جامع الرموز) (قبائل انتخاب صـ٢٦)

اور جان لے کہ مستحب ہے کہنا دوسری شہادت میں سے پہلی کو سننے کے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری کو سننے کے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہا جائے اللھم متعنی بالسمع والبصر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھنے کے بعد اس لئے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اس کی قیادت کرنیوالے جنت کی طرف (قبائل انتخاب صـ٢٦)

قبائل انتخاب صـ٢٦ پر قدیری صاحب نے تفسیر جلالین کے حاشیہ تعلیقات جدیدہ صـ٣٥٥ کا حوالہ دیتے ہوئے بالکل یہی عربی عبارت لفظ بلفظ نقل کی ہے اور ترجمہ بھی تقریباً مذکورہ الفاظ ہی میں فرمایا ہے۔ اس سے قدیری صاحب کا مطلب صرف حوالوں کی تعداد بڑھانا ہے جلالین کے حاشیہ والی عبارت میں نے اس لئے نقل نہیں کی کہ اس میں اور جامع الرموز کی مذکورہ بالا عبارت میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں۔ اور دوسری حدیث یہ ہے:

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کہ حاشیہ جلالین میں خود وہ عبارت قہستانی کی اسی جامع الرموز کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔ چنانچہ مذکورہ عبارت کے پہلے یہ جملہ حاشیہ جلالین میں لکھا ہوا ہے:

" قال القہستانی فی شرحہ الکبیر نقلاً عن کنز العباد "

(حاشیہ جلالین ص ۳۵۷)

یعنی قہستانی نے اپنی بڑی شرح (جامع الرموز) میں کنز العباد سے یہ بات نقل کی ہے۔

پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ قدیری صاحب کے تمام حوالے درحقیقت متعدد نہیں ہیں، بلکہ اصل حوالہ صرف ایک ہے۔ اس لئے کہ حوالے کی تمام کتابوں کا ماخذ کنز العباد اور فتاوی صوفیہ کے بعد جامع الرموز ہی ہے جس کے مصنف قہستانی ہیں، اور اسی قہستانی کے حوالے سے یہ مسئلہ شامی، طحطاوی اور حاشیہ جلالین میں نقل کیا گیا ہے۔ اس بات کی ہر کتاب میں وضاحت موجود ہے جیسا کہ اپنے مقام پر اس کا تذکرہ آچکا ہے۔ لیکن محض تعداد بڑھانے کے لئے قدیری صاحب نے مختلف کتابوں سے عبارت نقل کی ہے تاکہ ناواقف لوگوں کے دماغ میں یہ بات ذہن نشین کر دی جائے کہ میری بات بہت سی کتابوں سے ثابت ہے، حالانکہ اس غریب دہی کے نشہ میں قدیری صاحب حاشیہ جلالین کو کتب فقہ ہی کے ذیل میں شمار کر گئے ہیں جس کے بعد قدیری صاحب کی جہالت

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کسی تعارف و تبصرہ کی محتاج نہیں رہتی۔ قدیری صاحب جیسے انتخاب العلماء کے سوا کون نہیں جانتا کہ حاشیہ جلالین ایک تفسیری نوٹ یا تفسیری حاشیہ ہے۔ فقہ کی کوئی کتاب نہیں ہے۔ اتنی بات تو عربی مدارس کے ابتدائی درجہ کے طلبہ بھی جانتے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ قدیری صاحب کی کور باطنی اور حق دشمنی نے ان سے یہ بھی کرا دیا۔ ع

جو پڑھا لکھا تھا قدیر نے اسے صاف دل سے بھلا دیا

قہستانی کون ہیں

بہرحال قدیری کے تمام حوالوں کا ماخذ و مدار قہستانی اور ان کی کتاب جامع الرموز ہی ہے۔ اب قدیری صاحب کی جہالت کا عالم دیکھئے کہ شامی کے حوالہ سے آپ نے قہستانی کی بات نقل تو کر دی ہے۔ لیکن یہ پتہ نہیں کہ خود علامہ شامی کے نزدیک قہستانی کی علمی پوزیشن کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جس طرح علامہ شامی نے قہستانی کا تعارف کرایا ہے، اس کو معلوم کر لینے کے بعد معمولی عقل کا آدمی بھی یہ فیصلہ بہ آسانی کر سکتا ہے کہ قدیری صاحب کے ہمخیال علماء کا اصل مزاج کیا ہے اور وہ ناواقف عوام کو بریلویت اور سنیت کے نام سے کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ قہستانی پر علامہ ابن عابدین شامی اور دوسرے محققین کا تبصرہ پڑھ لینے کے بعد

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

رضاخانیت کا اصل مکروہ چہرہ بے نقاب ہو جاتا ہے۔ اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ لوگ محض کم علم اور ناواقف عوام کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر انہیں گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اور نہایت ہی منطقیانہ انداز میں اہل سنت کا لیبل لگا لگا کر معتزلہ، شیعہ، اور دوسرے باطل فرقوں کے عقائد و نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ علامہ شامی اپنی کتاب تنقیح الفتادی الحامدیہ میں قہستانی کے متعلق فرماتے ہیں :-

" والقہستانی کجارف سیل وحاطب لیل خصوصاً واستفادہ الی کتب الزاہدی المعتزلی " (مقدمہ عمدۃ الرعایہ صلا)

قہستانی سیلاب میں بہہ جانے والا اور اندھیرے میں لکڑی جمع کرنے والا ہے، بالخصوص وہ جس وقت زاہد معتزلی کی کتابوں سے کسی بات کو لیتا ہے۔

ملا علی قاری حنفی قدس سرہ صاحب کے مستند فقیہہ قہستانی کا اس طرح تعارف کراتے ہیں :-

لقد صدق عصام الدین	عصام الدین نے قہستانی کے
فی حق القہستانی انہ لم یکن	متعلق بالکل درست فرمایا ہے کہ وہ
من تلامذۃ شیخ الاسلام لا	شیخ الاسلام الہروی کے نہ بڑے شاگردوں
من اعالیھم ولا من ادانیھم	میں تھا۔ نہ چھوٹے بلکہ وہ اپنے
انما کان دلال الکتب فی	وقت میں فرقِ باطلہ کی کتابوں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

زمانه ولا كان يعرف بالفقه وغيره بين اقرانه ويؤيده انه يجمع في شرحه هذا بين الغث والسمين والصحيح والضعيف من غير تحقيق وتدقيق فهو كحاطب ليل الجامع بين الرطب واليابس في الليل۔" (مقدمہ عمدۃ الرعایہ صلا بحوالہ شمّ العوارض فی ذم الروافض)

کا ایجنٹ تھا، اور اس کی اپنے ہم عصر علماء کے درمیان علم فقہ یا کسی دوسرے علم میں شہرت نہ تھی۔ عصام الدین کی تائید اس بات کی بھی ہوتی ہے کہ قہستانی اس کتاب شرح مختصر الوقایہ (یعنی جامع الرموز) میں بے سوچے سمجھے غلط اور صحیح، بیکار اور درست ہر طرح کی باتیں جمع کر لیتا ہے وہ تو ایسا ہے جیسے اندھیرے میں لکڑی چننے والا کہ خشک و تر میں بھی تمیز نہیں کر پاتا ہے۔

قہستانی سے متعلق علمائے اہل سنت و جماعت کا یہ بیان پڑھنے کے بعد انتخاب قدیری صاحب کے سوا کون سیاہ قلب اور ہٹ دھرم ہوگا کہ کسی معاملہ میں بے باکی کے ساتھ قہستانی کا حوالہ پیش کر کے مطمئن ہو جائے۔ اور قہستانی کی بے تحقیق بات بلکہ رائے زنی کو بطور ثبوت تحریر کرنے کی جرات کرے۔

علامہ عبد الحی صاحب فرنگی محلی رح قہستانی کی کتاب جامع الرموز کے متعلق فرماتے ہیں:۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

من الكتب الغير المعتبرة شرح مختصر الوقاية للقهستانی	قہستانی کی کتاب شرح مختصر الوقایہ (جامع الرموز) غیر معتبر کتابوں
(مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص۱۱)	میں سے ہے۔

اتنی تفصیل کے بعد یہ بات پوشیدہ نہیں رہ جاتی کہ قدیری صاحب کے قہستانی علمی دنیا میں کس درجہ کے آدمی تھے اور کس مسلک و عقیدے کی ایجنٹی لیا کرتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ اب قہستانی کسی مزید تبصرہ کے محتاج نہیں رہ گئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ قہستانی اپنے دور میں بخارا کے مفتی اور قاضی بھی رہ چکے ہیں تو اس کے متعلق یہی عرض کرسکتا ہوں کہ جناب قدیری صاحب بھی تو اپنے دور میں انتخاب العلماء کیے جاتے ہیں۔ لہذا قہستانی اگر جملہ عیوب کے باوجود مفتی و قاضی ہو جائیں تو تعجب کی کیا بات ہے۔

قدیری صاحب کی ایک اور چال

حاشیہ جلالین کا حوالہ دیتے وقت قدیری صاحب نے علم و دیانت کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے مطلب کی عبارت تو نقل کی ہے۔ مگر اسی جگہ شرح یمانی کے حوالے سے یہ بات لکھی تھی جو قدیری صاحب کو نظر نہ آسکی یا انہیں یہ خطرہ محسوس ہوا کہ حق و صداقت کا دانستہ میں نے خون کیا ہے۔ اس عبارت کی وجہ سے کہیں میرے دامن پر اس کی چھینٹیں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

نمایاں نہ ہو جائیں۔

دامن کو لئے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل
کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

چنانچہ اسی جگہ حاشیہ جلالین میں یہ تحریر موجود ہے:۔

"ویکرہ تقبیل الظفرین ووضعھما علی العینین لانہ لم یرد فیہ والذی ورد فیہ لیس بصحیح" (تعلیقات جدیدہ حاشیہ جلالین ص ۳۵۷)

انگلیوں کے ناخنوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے اور جو روایت اس کے ثبوت میں نقل کی جاتی ہے وہ درست نہیں ہے۔

قدیری صاحب اپنی جماعت کے چونکہ انتخاب العلماء ہیں، اس لئے مناسب یہی سمجھا کہ یہ عبارت میرے مطلب کی نہیں ہے۔ لہذا اس کو غائب ہی کر جاؤ، میری چوری پکڑنے والا کون ہے؟ لیکن قدیری صاحب کو کیا خبر تھی کہ

مجھ سے کہاں چھپینگے وہ ایسے کہاں کے ہیں
جلوے میری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

قہستانی کے حمایتیوں کی غفلت

گذر چکا ہے کہ طحطاوی نے قہستانی کی حمایت میں مسند الفردوس کی روایت نقل کی تھی۔ اور "بمسئلہ عمل فی الفضائل" لکھ کر تائید کرنی چاہی تھی، صاحب حاشیہ جلالین نے بھی طحطاوی ہی کی طرح خوش فہمی میں قہستانی کی اس طرح تائید کی ہے:-

بقول الفقیر فمن صح من العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات فکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لا استلزام ترک العمل بمضمونہ وقد اصاب القہستانی فی القول باستحبابہ (حاشیہ جلالین صفحہ ۳۵۷)	ناچیز کہتا ہے کہ علماء نے عمل کے متعلق مسائل میں ضعیف حدیث سے استدلال جائز رکھا ہے۔ اسلئے مذکورہ حدیث کے غیر مرفوع ہونے سے اس کے مفہوم کا ناقابل عمل ہونا ضروری نہیں۔ قہستانی کا اس عمل کو مستحب بتانا بالکل درست ہے۔

قہستانی نے مستحب بتایا، صاحب حاشیہ جلالین نے تائید کی۔ اور قدیری صاحب نے مزید ترقی کر کے شعار اہل سنت قرار دیدیا یا کم از کم سنت ماننے پر زور دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

"اذاں میں جب موذن نام لے گا شاہ طیبہ کا
ہمیں بوبکر کی وہ پیاری سنت یاد آئے گی"

(قبالہ انتخاب صفحہ ۱۶)

قہستانی نے ایک بات بے ثبوت کہی تھی، طحطاوی نے مسند الفردوس کے حوالہ سے ایک دلیل فراہم کی لیکن ان کے خیال میں بھی وہ ثبوت ضعیف تھا، اس لئے کہنا پڑا کہ ایسی احادیث پر فضائل میں عمل کیا جا سکتا ہے۔ محشی جلالین نے بھی ضعیف تسلیم کیا، بلکہ ضعیف کے ساتھ غیر مرفوع بھی مانا، مگر اس کے باوجود مستحب قرار دیا۔ قدیری صاحب، طحطاوی اور محشی جلالین کی باتوں کو اعلیحضرت بریلوی کے اصول کے خلاف سمجھنے کے باوجود سنت منوانا چاہتے ہیں لیکن انہیں اس کا علم نہیں ہے کہ سنت ماننے کے بعد ان کے اعلیحضرت بریلوی کس قدر مجروح ہوں گے۔ قدیری صاحب تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیر علمائے دیوبند پر پھینک رہا ہوں مگر ان کی بدقسمتی سے گھائل اعلیحضرت ہو رہے ہیں۔

گھائل تری نگاہ کا بہ نوع دگر ہر ایک
زخمی کچھ ایک بندہ درگاہ ہی نہیں

طحطاوی اور محشی جلالین کی غفلت پر تو تبصرہ آگے آرہا ہے۔
اس جگہ قدیری صاحب کو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ سنت ثابت کرنے کے لئے کس پایہ کی دلیل چاہیئے۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

آپ کے اعلیحضرت فرماتے ہیں:-

"ولذا افاد المحقق فی الفتح و تلمیذہ فی الحلیۃ ان الاستنان لا یثبت بالحدیث الضعیف"
(فتاوی رضویہ جلد اول ص۹۸)

اسی وجہ سے علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور ان کے شاگرد نے حلیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ کسی چیز کا سنت ہونا حدیث ضعیف سے ثابت نہیں ہو سکتا۔

ناظرین نے محسوس کیا ہوگا کہ اس جگہ قدیری صاحب اپنی جہالت میں کس درجہ آگے بڑھ گئے ہیں۔ رہی طحطاوی اور محشی جلالین کی تائید تو اس سلسلہ میں آنے والی تفصیلی بحث کے بعد کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے، تاہم ان باتوں کا ذہن میں محفوظ کرنا مناسب ہوگا۔

۱۔ تائید کرنے والوں میں سے ہر ایک نے بالاشتراک اس حدیث کو ضعیف سمجھا ہے، حالانکہ یہ روایت سرے سے من گھڑت اور موضوع ہے جو کسی طرح قابل استدلال نہیں ہو سکتی، اس کی مزید بحث آگے آرہی ہے۔

۲۔ علماء نے ضعیف حدیث کو اگر مشروط طریقہ پر قبول کیا بھی ہے تو صرف عملیات میں، اور انگوٹھا چومنے کا مسئلہ رضا خانی جماعت نے اہلسنت کا ایک شعار اور عقائد اہل سنت کی علامت قرار دے لیا ہے جس کے بعد یہ سمجھانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ مسئلہ کی اہمیت نے عملیات سے نکل کر

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اعتقادیات کی پوزیشن اختیار کر لی ہے۔

۳۔ صاحب حاشیہ جلالین نے شرح قہستانی کی تائید اس بنیاد پر کی ہے کہ نہ وہ قہستانی کی حقیقت سے واقف ہیں اور نہ ان روایات کا من گھڑت ہونا نہیں معلوم ہو سکا ہے، وہ ضعیف ہی سمجھتے رہے، حالانکہ بات ایسی نہیں تھی، لہذا شرح بیانی کی صراحت کے سامنے قہستانی کی تائید سے کوئی فائدہ نہیں۔ ان سطور کے مطالعہ کے بعد قدیری صاحب کی خالص سینہ زوری بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ فرماتے ہیں:

"ہر مسلمان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ میں نے جن احادیث طیبہ کو شروع میں لکھا ہے، انہیں احادیث شریفہ کے حوالے سے یہ عظیم المرتبت فقہائے کرام رضی اللہ عنہم مسائل بیان فرما رہے ہیں۔ یہاں یہ بات بالکل دلنشیں ہو جاتی ہے کہ ان فقہائے کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ احادیث احادیث ہیں اور قابل احترام و اکرام اور لائق عزت و عظمت اور حامل رفعت و منزلت ہیں اور منافقین و مخالفین کا یہ کہہ کر کہ حدیث ضعیف ہے مسلمانوں کے دلوں سے احادیث کریمہ کی عظمت نکالنا ہے۔ یہ ان کے منافق ہونے کی روشن دلیل ہے اور واضح ثبوت ہے کیونکہ کوئی مسلمان و مومن بہر حال حدیث پاک کی تحقیر و توہین نہیں کر سکتا، اگر ایسا

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کر سکتا ہے تو وہ منافق ہی کر سکتا ہے۔"

(تقابل انتخاب صد۲ و صد۲۵)

قدیری صاحب شاید یہ سمجھتے ہوں گے کہ اس جگہ انہوں نے علمائے دیوبند کو منافقین اور مخالفین یا احادیث کی توہین کرنے والوں کی صف میں داخل کر دیا ہے، حالانکہ بات ایسی نہیں ہے۔ درحقیقت اس جگہ قدیری صاحب نے ان تمام فقہائے کرام کو گالیاں دی ہیں جن کو وہ خود بھی عظیم المرتبت فقہاء کے نام سے پیش کر چکے ہیں۔ بلکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی قدیری صاحب کی گالیوں کی زد سے نہیں بچ سکے ہیں۔ کیونکہ خانصاحب بھی ان حدیثوں کو ضعیف فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو "ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال"، لکھتے ہیں :- "ہاں بعض احادیث ضعیفہ مجروحہ میں تقبیل وارد ہے۔"

پس زیر بحث مسئلہ میں ظاہری اختلاف رکھنے کے باوجود اس حدیث کو ضعیف بتانے والوں میں محشی جلالین، طحطاوی، علامہ ابن عابدین شامی، اور مولوی احمد رضا خاں صاحب وغیرہ بھی شامل ہیں، جیسا کہ گذشتہ صفحات میں لکھا جا چکا ہے۔ لہذا ناظرین ایک مرتبہ پھر گذشتہ حوالوں پر نگاہ ڈال کر یہ فیصلہ فرمائیں کہ جب قدیری صاحب کے نزدیک محشی جلالین طحطاوی اور علامہ شامی، خاں صاحب بریلوی وغیرہ حدیث مذکور کو

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ضعیف کہنے کی وجہ سے منافقین اور مخالفین بلکہ احادیث کی توہین کرنے والوں میں شامل ہو گئے تو انہیں کے حوالہ سے اپنی بات ثابت کرنیوالے قدیری صاحب کیا ہوئے۔

بنابریں قدیری صاحب کی خالص جہالت اور کھلی ہوئی سینہ زوری کا اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اذان میں انگوٹھے کا چومنا صرف منافقین و مخالفین اور رضاخانی مولویوں کے نزدیک ہی سنت یا مستحب ہے جن کے دل سے احادیث کی عظمت نکل چکی ہے اور جو حدیثوں کی توہین و انکار کے درپے ہو گئے ہیں۔ قدیری صاحب نے "انگوٹھا چومنا فقہ کی روشنی میں" کے عنوان کے ذیل میں جو بحث چھیڑی تھی، اس پر تبصرہ اب ختم کیا جاتا ہے۔ اور قدیری صاحب کی پیش کردہ احادیث پر تفصیلی گفتگو شروع کی جاتی ہے۔ احادیث کی بحث قبائل انتخاب صلا سے قدیری صاحب یہ کہتے ہوئے شروع فرماتے ہیں۔

(ناظرین محترم پہلے وہ احادیث کریمہ پیش کرتا ہوں جن میں دنیادی فوائد مذکور ہیں)

قدیری صاحب کی نام نہاد حدیثیں

احادیث کے معاملہ میں زیادہ تر علامہ سخاوی کی مقاصد حسنہ سے قدیری صاحب نے کام لیا ہے۔ مقاصد حسنہ سے کل چھ روایتیں نقل کی ہیں۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

جن میں چار روایتوں کو قدیری صاحب نے مقاصد حسنہ کے ذیل میں شمار کیا ہے اور دو روایتوں کو تجربات و مشاہدات کے ثبوت میں پیش فرمایا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ترتیب قائم نہیں رہ پائی ہے، جو مقاصد حسنہ کے اندر علامہ سخاوی نے قائم کی تھی۔ گفتگو کو مختصر کرنے کے لئے اور یکجائی تبصرہ کرنے کے خیال سے میں نے قدیری صاحب کی ترتیب کے بجائے علامہ سخاوی کی ترتیب سے ہی کام لیا ہے، اس کے ذریعہ ناظرین کو یہ دیکھنے کا موقع بھی مل جائیگا کہ جناب قدیری صاحب نے مقاصد حسنہ کی روایتیں نقل کرتے وقت کس بددیانتی اور فریب سے کام لیا ہے۔ مقاصد حسنہ کی پہلی حدیث یہ ہے[1]

پہلی روایت اور مسند الفردوس کا حال زار

۱۔ ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ سمع قول الموذن اشھد ان محمدا رسول اللہ قال ھذا وقبل باطن الانملتین السبابتین ومسح عینیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی ولا یصح۔ (المقاصد الحسنہ ص ۳۸۴)

---

[1] یہ روایت تفصیل الاہلہ الذین صنیفہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی درج کی ہے۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

قدیری صاحب نے اس روایت کو قبائل انتخاب ص۱۵ پر درج کیا ہے لیکن آخری جملہ جس کے ذریعہ علامہ سخاوی نے روایت کی حقیقت واضح کی ہے ولا یصح اس کو قدیری صاحب نے نقل نہیں فرمایا۔ روایت کا ترجمہ قدیری صاحب کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"بیان کیا ہے دیلمی نے کتاب مسند الفردوس میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے، بیشک سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، جب موذن کا قول اشھد ان محمداً رسول اللہ سنا تو یہ دعا:۔ (رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً) پڑھی اور شہادت کی انگلیوں کے پورے باطنی جانب سے چومے اور اپنی آنکھوں پر ملے تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسا کیا جیسا کہ میرے دوست صدیق اکبر نے کیا تو اس شخص کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔۔ (قبائل انتخاب ص۱۵،۱۶)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح ایک موقع پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایں روایت در مسند الفردوس دیلمی واقع است وآں کتاب مخصوص برائے جمع احادیث ضعیفہ واہیہ است"

(تحفہ اثنا عشریہ ص۲۹۲)

یعنی یہ روایت مسند الفردوس میں ہے جو کتاب کہ بیکار قسم کی ضعیف روایتوں کے ہی جمع کرنے کے لئے خاص ہے۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اور گذر چکا کہ علامہ سخاوی نے اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد مقاصد حسنہ میں "لا یصح"، یعنی یہ روایت درست نہیں فرمادیا ہے، لیکن قدیری صاحب تو عوام کو دھوکا دینا چاہتے تھے وہ اس بات کو اگر چھوڑ نہ دیتے تو کون ان کے دھوکے میں آتا، دوسری روایت جو اس کے بعد مقاصد حسنہ میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کے پہلے یہ عبارت علامہ سخاوی نے تحریر کی ہے جسے قدیری صاحب نے روایت نقل کرتے وقت نظر انداز کر دیا ہے۔

"وکذا ما اوردہ ابو العباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی المتصوف فی کتابہ موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ — بسند فیہ مجاهیل مع انقطاعہ عن الخضر علیہ السلام" (المقاصد الحسنہ ص۳۶۳، مصری مطبوعہ سنہ ۱۹۵۶)

"مذکورہ پہلی روایت ہی کی طرح وہ روایت بھی درست نہیں ہے جو صوفی ابو العباس احمد بن ابی بکر یمانی نے اپنی کتاب موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرہ میں ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں غیر معلوم قسم کے لوگ ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ سند منقطع بھی ہے۔"

درمیان کی یہ عبارت قدیری صاحب کو نظر نہ آسکی، جس سے یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ کا مقصد محض فریب دینا ہے۔ اس لئے تنقیدی عبارت کو دیدہ و دانستہ چھوڑ کر صرف روایت اس طرح نقل فرماتے ہیں:-

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

۲۔ عن الخضر علیہ السلام انہ قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشہد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابہامیہ و یجعلہما علی عینیہ لم یرمد ابدا ۱۱ (قبائل انتخاب ص ، از مقاصد حسنہ ص ۳۸۴)

سیدنا حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے۔ بیشک انہوں نے فرمایا کہ جب مؤذن سے سنے وہ کہہ رہا ہے اشہد ان محمدا رسول اللہ تو مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے، پھر چومے اپنے دونوں انگوٹھوں کو اور رکھے دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر، کبھی آنکھیں نہ دکھیں۔"

علامہ سخاوی کے حوالہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ روایت درست نہیں۔ مزید براں اس حدیث میں ایک اختلاف یہ بھی پایا جا رہا ہے کہ موذن سے کلمہ شہادت سننے کے وقت جو وظیفہ یا دعا اب تک نقل کی گئی تھی، اس کے برخلاف اس روایت میں دوسرے قسم کے دعائیہ الفاظ منقول ہیں۔ اسی طرف متوجہ کرنے کے لئے میں نے قدیری صاحب کی عبارت میں دعائیہ الفاظ کو زیر خط کر دیا ہے۔ مقاصد حسنہ میں اس کے بعد یہ واقعہ موجود ہے جس کو تجربات کے ذیل میں قدیری صاحب نے قبائل انتخاب صفحہ ۲ پر اس طرح نقل

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

فرمایا ہے :-

۳- عن اخر الفقیہ محمد بن البابا فیما حکی عن نفسہ انہ ھبت ریح فوقعت من حصاۃ فی عینیہ واعیاہ خروجھا آلمتہ اشد الالم وانہ لما سمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ قال ذالک فخرجت الحصاۃ من فورہ قال الرداد رحمہ اللہ تعالیٰ وھذا الیسیر فی جنب فضائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مقاصد حسنہ ص۳۸۴)

فقیہہ محمد بن البابا رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی سے روایت ہے کہ وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہوا چلی، ایک کنکری ان کی آنکھ میں گر پڑی، نکالتے نکالتے تھک گئے ہرگز نہ نکلی، نہایت سخت درد پہنچایا، جب انہوں نے موذن کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے "اشہد ان محمدا رسول اللہ"، تو انہوں نے وہی دعا پڑھی، فوراً کنکری آنکھ سے نکل گئی۔ حضرت رداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے بارے میں اتنی بات کیا چیز ہے۔ (قبائل انتخاب)

بات بالکل درست ہے کہ آپ کے ذات ثابت شدہ کمالات کے لحاظ سے ایسا ہو بھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ انکار کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ یہ آپ کی ذات کے لیے کوئی محال یا امر ہے۔ انکار دراصل بنیاد پر ہے کہ اس کا

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ثبوت درست نہیں۔ شیخ احمد رداد بھی یہی کہنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فضائل اس سے بھی اعلیٰ و ارفع ہیں، جن کے نسبت سے یہ کوئی اہم بات نہیں ہے، بنابریں اہم یا غیر اہم ہونے کی وجہ سے انکار تو ہو ہی نہیں سکتا۔ انکار اگر ہے تو ثبوت کے لحاظ سے دیگر فضائل کے مقابلہ میں معمولی ہی سہی، لیکن بے ثبوت ہونے کی وجہ سے بدعت قبیحہ ہے۔

مقاصد حسنہ سے اس واقعہ کو نقل کرتے وقت شاید قدیری صاحب نے قسم کھائی تھی کہ مکر و فریب کے گذشتہ تمام ریکارڈ توڑے بغیر نہیں رہوں گا۔ اور کتمان حق کے جتنے نمونے رضاخانی جماعت نے اب تک پیش کئے ہیں۔ ان میں اپنی جہالت و خباثت کے ایک شاہکار کا اضافہ ضرور کردوں گا، تاکہ اپنے پیشروؤں سے پیچھے نہ رہ جاؤں ؂

ہم پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
کچھ طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

قدیری صاحب نے اپنے فریب کی حسین عمارت کی تعمیر میں حق و دیانت کا جس طرح خون کیا ہے شاید ان کا دل بھی ان کو ملامت کررہا ہوگا، لیکن کیا کرتے بیچارے، پیر گندم نما جو فروش کی حمایت کا عہد کر چکے تھے اور حق پوشی و باطل کوشی کی جماعتی تحریک سے مجبور تھے اس لئے بدعت کو سنت کا ... نا ان کے لئے ضروری تھا ...

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے ساغر و مینا کہے بغیر

اس واقعہ کا بے ثبوت اور بے بنیاد ہونا قدیری صاحب کو بھی معلوم تھا لیکن اپنی اعادت سے مجبور رہتے۔ قدیری صاحب نے جہاں سے یہ واقعہ نقل کیا ہے، اسی جگہ اس کے پہلے یہ عبارت علامہ سخاوی کی موجود ہے۔ مگر قدیری صاحب کو نظر نہیں آئی۔

ثم سعى البسند فيه من لا اعرفه عن اخى الفقيه محمد بن البابا ر المقاصد الحسنة ص ۲۸۳	شیخ احمد ردادنے پھر میرے بھائی فقیہہ محمد بن البابا سے روایت کی ہے جس میں ایسے لوگ ہیں جنہیں میں نہیں جانتا ہوں۔

علامہ سخاوی نے خود اس واقعہ پر عدم اعتماد کا اظہار فرما دیا ہے جس کے بعد اس واقعہ کی حقیقت کسی تبصرہ کی محتاج نہیں رہ جاتی، اس خیانت کے علاوہ قدیری صاحب نے مقاصد حسنہ کی عبارت بھی غلط نقل فرمائی ہے۔ سخاوی میں اخی الفقیہ کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صاحب واقعہ سخاوی کے نزدیک محمد بن البابا ہیں جو سخاوی کی عبارت میں ان کے دینی بھائی ہیں اور قدیری صاحب نے اخ الفقیہ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ صاحب واقعہ کا نام بھی معلوم نہیں ہو سکا ہے اور وہ سخاوی کے دینی بھائی نہیں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

بلکہ محمد بن البابا کے حقیقی بھائی ہیں جن کا نام غیر معلوم ہے۔

اب قدیری صاحب کی نقل اگر درست تسلیم کرلی جائے تو سرے سے واقعہ ہی فرضی اور غیر معلوم شخص کا ہو جاتا ہے، اور اگر قدیری صاحب کی نقل ہی غلط کہی جائے تو لازم یہ آئے گا کہ قدیری صاحب نے مقاصد حسنہ کی عبارت بہ چشم خود دیکھی ہی نہیں تھی۔ قدیری صاحب کے تحریر کردہ واقعات میں سے ذیل کا واقعہ المقاصد الحسنہ میں چوتھے نمبر پر شمار ہوگا۔ وہ واقعہ یہ ہے:۔

۴۔ قال ابن صالح وانا ولله الحمد والشکر ممن سمعته منهما واستعملته فلم ترمد عینی وارجوا ان عافیتهما تدوم وانی اسلم من العمی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (المقاصد الحسنہ ص ۳۸۴، قبائل انتخاب ص ۲)

حضرت ابن صالح مدنی رح نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد و شکر جب سے میں نے اس عمل کے بارے میں دو بزرگوں سے سنا میں نے اس پر عمل کیا تب سے میری آنکھیں نہ دکھیں، اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ ایسی رہیں گی اور میں اندھا ہونے سے محفوظ رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس واقعہ کے خلاف قدیری صاحب کی ذات گرامی خود موجود ہے۔ کیونکہ قدیری صاحب نے نہ جانے کتنے بزرگوں سے سنا اور یہ عمل بھی کیا۔ اس کے باوجود ایسے اندھے ہوئے کہ حوالے میں قریب کی بہت سی عبارت ہی نظر نہ آسکی جس کے نمونہ گذشتہ صفحات میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اور آئندہ بھی

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

آنے والے ہیں۔ مذکورہ واقعہ کے بعد یہ روایت المقاصد الحسنہ میں لکھی گئی ہے جس کو قدیری صاحب نے قبائل التحلب ص۱۲ پر درج کیا ہے:

٥۔ عن الحسن علیہ السلام انہ قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشہد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد» (المقاصد الحسنہ ص۳۸۵)

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیشک انہوں نے فرمایا کہ جب مؤذن سے سنے کہ وہ کہہ رہا ہے اشہد ان محمد الرسول اللہ تو مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر چومے اپنے دونوں انگوٹھوں کو اور رکھے اپنی دونوں آنکھوں پر، نہ اندھا ہو اور نہ آنکھیں دکھیں۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص۲۹۴ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"اعتبار حدیث نزد اہل سنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحۃ، و حدیث بے سند نزد ایشاں شتر بے مہار است کہ اصلاً گوش بآں نمی نہند"

اہل سنت کے نزدیک حدیث قابل اعتبار اسی وقت ہوگی جب

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

یا سند محدثین کی کتابوں میں پائی جائے، اور اس پر درست ہونے کا حکم بھی لگایا گیا ہو، اور بے سند حدیث اہل سنت کے یہاں بے نکیل کا اونٹ ہے جس پر یہ لوگ کوئی دھیان نہیں دیتے۔ قدیری صاحب کو چاہیئے تھا کہ روایتوں کی سند بھی تحریر فرما دیتے اور راویوں کی اسماء الرجال سے توثیق بھی نقل کر دیتے تاکہ ان روایتوں کے قبول کرنے میں کوئی دشواری نہ پیدا ہوتی، لیکن بات یہ ہے کہ قدیری صاحب کو معلوم تھا کہ یہ تمام روایتیں مجہول اور غیر معلوم قسم کے لوگوں نے روایت کی ہیں، اس کے علاوہ یہ روایتیں ثقہ کی نقل کے بھی بالکل خلاف ہیں۔ اس لئے میں نے اگر ان من گڑھت روایتوں کی سند نقل کر دی تو پھر میرا دجل وفریب بری طرح کھل جائیگا۔ اور بڑی رسوائی ہوگی، ان وجوہ کے پیش نظر قدیری صاحب نے تمام روایتوں کو بے سند نقل کرنے میں ہی عافیت سمجھی، اس لئے میرا یقین ہے کہ قدیری صاحب کو بھی یہ معلوم تھا کہ وہ جن روایتوں کو احادیث رسول کا درجہ دینے چلے ہیں اور نا واقفوں سے جن روایتوں کو قول صحابی یا فعل رسول وغیرہ منوانا چاہتے ہیں وہ سب کی سب من گڑھت اور بناوٹی ہیں ۔

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی رسید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مذکورہ بالا روایات کے بعد آخر میں علامہ سخاوی مندرجہ ذیل روایت تحریر فرماتے ہیں جس کو قدیری صاحب نے قبائل انتخاب صـ۱۲ پر نقل کیا ہے۔

٦۔ وقال الطاؤسی انه سمع من الشمس محمد بن ابی نصر البخاری خواجه حدیث من قبل عند سماعه من المؤذن کلمة الشهادة ظفری ابهامیه ومسحهما علی عینیه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتی ونورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونورهما لم یعم۔ (المقاصد الحسنة صـ۳۸۵)

حضرت طاؤسی فرماتے ہیں انہوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری سے حدیث سنی کہ جو شخص موذن سے کلمہ شہادت سن کر اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے اللهم احفظ حدقتی ونورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونورهما اندھا نہ ہو۔ (قبائل انتخاب صـ۱۲)

یہ من گھڑت روایتیں محدثین اور علماء اہل سنت کی نگاہ میں حدیث کہنے کے لائق ہیں بھی یا نہیں۔ یہ بحث تو آگے آرہی ہے۔ اس جگہ غور طلب بات یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں گذشتہ تمام دعائیہ الفاظ سے الگ بالکل نئے قسم کے الفاظ نقل کیے گئے ہیں۔ جملہ روایات کے دعائیہ کلمات سے اختلاف کو دور کرنا قدیری صاحب کی ذمہ داری تھی جس سے وہ سبکدوش نہیں ہو سکے،

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اور اگر تمام کلمات کو جمع کر کے پڑھنا ضروری تھا یا یک ہی طریقہ قابل ترجیح تھا تو اسے بھی تحریر کرنا ضروری تھا، اس کے سوا اس روایت میں دونوں شہادت کی اس طرح نہ تفصیل ہے اور نہ ہی علیحدہ علیحدہ دو دعائیں ہیں جو قدیری صاحب کی جماعت کے زیر عمل ہیں، یا جن کو ان کے فقہائے کرام نے پہلے تحریر فرمایا ہے۔ ان گذارشات کے علاوہ اس حوالہ میں بھی قدیری صاحب نے اپنی عادت کے مطابق نہایت افسوسناک قسم کی خیانت کا مظاہرہ کیا ہے ان روایات کو مقاصد حسنہ کے حوالے سے اس انداز میں نقل فرمایا ہے کہ ناظرین ان تمام روایتوں کو بلا کسی تذبذب کے فرمان رسول اور حدیث نبوی تسلیم کریں حالانکہ ان روایات و واقعات کو ذکر کرنے کے بعد علامہ سخاوی نے اسی مقاصد حسنہ میں اور اسی جگہ پر اس حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے کہ یہ باتیں درست نہیں ہیں۔

"ولا یصح فی المرفوع من کل ھذا شیئ (المقاصد حسنہ ص۳۶۵)" حدیث مرفوع کے ذریعہ ان باتوں میں سے کچھ بھی ثابت نہیں۔"

لایصح فی المرفوع کا مطلب کیا ہے

یہ بات بھی یہاں سمجھ لینی چاہئے کہ قدیری کی جماعت کے بعض لوگ مثلاً مفتی احمد یار خاں صاحب نے علامہ سخاوی کی مذکورہ عبارت سے یہ مطلب نکالنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ علامہ سخاوی کے نزدیک یہ بات حدیث مرفوع

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

سے نہیں ثابت ہے بلکہ حدیث موقوف سے ثابت ہے۔ اسی طرح کا وہم ملا علی قاری کے متعلق بھی نقل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ مطلب نکالنا سراسر محدثین کے طرز کلام اور ان کی اصطلاح سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو علامہ سخاوی مذکورہ عبارت کے ساتھ یہ بھی فرماتے کہ لیکن یہ بات حدیث موقوف سے ثابت ہے۔ لہذا علامہ سخاوی یا دوسرے محدثین نے اس طرح کی عبارت جو تحریر فرمائی ہے اس سے ان کا مطلب صرف مرفوع کی نفی کرنا نہیں ہے بلکہ ان کا مطلب اس بات کا مطلق انکار اور اس کی مرفوع وموقوف دونوں روایتوں کی نفی مقصود ہے۔ یہی بات صحیح ہے۔ المقاصد الحسنہ کی جدید اشاعت سنہ ۱۹۵۶ء میں مصر سے کی گئی ہے، اس پر جامعہ ازہر کے ایک استاذ حدیث عبداللہ بن محمد صدیق الغماری کی تعلیق ہے جس میں علامہ سخاوی کے لایصح پر یہ تصریح موجود ہے جس کے بعد یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ یہ جملہ روایتیں ہی سرے سے من گھڑت اور باطل ہیں۔

" وحکی الحطاب فی شرح مختصرۃ خلیل حکایۃ اخری غیر ماھنا وتوسع فی ذالک ولا یصح شئی من ھذا فی المرفوع کما قال المولف بل کلہ مختلق موضوع "۔	حطاب نے شرح مختصرہ خلیل میں دوسری حکایت نقل کی ہے جو اس جگہ نقل کی گئی حکایتوں کے علاوہ ہے اور انہوں نے اس معاملہ میں نرم روی اختیار کی ہے، حالانکہ

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

(تعلیق المقاصد الحسنۃ ص ۳۰۹ ان میں سے کچھ بھی حدیث مرفوع
ابن عبد اللہ محمد صدیقی سے ثابت نہیں، جیسا کہ مؤلف
الازہری الغماری) (یعنی علامہ سخاوی) نے فرمایا ہے
بلکہ یہ ساری باتیں ہی من گھڑت اور جعلی ہیں۔

اس تصریح کے بعد ملا قاری کا وہم ہونا مولوی احمد یار خاں صاحب کی رائے زنی، سب بے بنیاد اور دور از کار ثابت ہو جاتی ہیں جس کیلئے کسی مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ علاوہ بریں جس طرح حدیث مرفوع سے ان باتوں کا انکار محدثین نے فرمایا ہے، اسی طرح اس سلسلہ کی موقوف روایت کا انکار بھی پوری صراحت سے تحریر فرمایا ہے جس کے بعد بھی اس تاویل و توجیہہ کے لئے ضد کرنا سراسر ظلم اور ہٹ دھرمی ہے۔

اس جگہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لایصح کا یہ مطلب نکالنا کہ حدیث صحیح تو نہیں مگر حسن ہے۔ اصطلاح حدیث اور علم حدیث سے جہالت کی نمائش کے سوا کچھ بھی نہیں۔ محدثین جب لایصح فرماتے ہیں تو روایت کی صحت کا مطلق اور کلی طور پر انکار ہی ان کا مطلب ہوتا ہے، ورنہ لایصح کے ساتھ لکن حسن یا بل ہو حسن وغیرہ جیسے الفاظ کا اضافہ ضرور فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ والی وہ روایت جس میں رضیت باللہ ربا والی دعا کا تذکرہ ہے اور جسے طحطاوی کے حوالہ سے قدیری صاحب نے اوپر

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

نقل کیا ہے، اس کے متعلق محقق بے نظیر ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ذکرہ الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق ان النبی علیہ السلام قال من فعل ذالک فقد حلت علیہ شفاعتی قال السخاوی لا یصح (الموضوعات الکبیر مطبوعہ کراچی ص۱۰۰)	دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ عمل کرے گا، اس کے لئے میری شفاعت ضرور ہوگی۔ علامہ سخاوی نے فرمایا ہے کہ یہ روایت درست نہیں ہے۔

مزید ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں۔

واوردہ الشیخ احمد الرداد فی کتابہ موجبات الرحمۃ بسند فیہ مجاھیل مع انقطاعہ عن الخضر علیہ السلام	شیخ احمد رداد نے یہی روایت اپنی کتاب موجبات الرحمۃ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ذکر کیا ہے، لیکن اس کی سند میں انقطاع کے علاوہ بہت سے مجہول لوگ ہیں۔

اس جگہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ روایت

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مذکور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہو یا حضرت خضر علیہ السلام کی طرف، سرے سے بے بنیاد اور غلط ہے، یہ نہیں کہ صحیح غیر ثابت ہے اور حسن ثابت ہے، کیونکہ انقطاع اور روایت میں غیر معلوم قسم کے راویوں کے ہوتے ہوئے روایت کے حسن ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اس سے بھی واضح ترین عبارت اس کے آگے ملا علی قاری نے تحریر فرمائی ہے، جس کے بعد اس تاویل کا معاملہ صاف ہی ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

"وکل ما یروی فی ھذا فلا یصح رفعہ البتۃ۔" (الموضوعات الکبیر ص۱۰۵)

اس معاملہ کے ثبوت میں جتنی روایتیں پیش کی جاتی ہیں ان میں سے ایک کا بھی فرمان رسول ہونا کسی طرح درست نہیں ہے۔

یہ قدیری صاحب جیسے ہی مولویوں کا کام ہے کہ کسی من گھڑت اور غلط بات کو دیدہ و دانستہ فرمان رسول اور حدیث نبوی کے نام سے ظاہر کیا کریں تاکہ بے علم لوگ اس بات پر عمل کرنے اور ایمان لانے میں کسی طرح کا شبہ نہ کرنے پائیں، علمائے دیوبند نہ اس کے لئے رضامند ہو سکتے ہیں اور نہ ان کی غیرت ایمانی اس حرکت کو قبول کر سکتی ہے، وہ فریب کاروں کی جعلی باتوں کو ارشاد رسول کا درجہ نہیں دے سکتے، ہاں اگر فی الواقع کوئی چیز ارشاد رسول اور حدیث نبوی سے ثابت ہو تو اس پر سو جان سے قربان ہونے کے لئے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

علمائے دیوبند ہمہ وقت تیار ہیں۔

اگر اس عمل کا کسی صحابی کے قول یا عمل سے ثبوت ہو جاتا تب بھی اس کے قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہ تھا، لیکن آج تک یہ بات بھی صحیح طریقہ پر ثابت نہ ہو سکی، بلکہ اس کے برخلاف محدثین کی کھلی تصریح آگے آرہی ہے کہ یہ بات نہ کسی صحابی کے قول و فعل سے ثابت ہو سکی ہے اور نہ ارشاد رسول سے، یہی چیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بھی سمجھا رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اذا ثبت رفعه على الصديق فيكفي العمل." (الموضوعات الکبیر صـ۱۰۱)

اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ثبوت ہو جائے تو عمل کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔

علمائے دیوبند کا اس میں کیا قصور ہے کہ محدثین موقوف و مرفوع تمام روایتوں کو ہی اس مسئلہ میں من گھڑت اور جعلی ٹھہرا رہے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کی طرف بھی قولی یا عملی جو روایتیں اس معاملہ میں منسوب کی جاتی ہیں، سب کو جھوٹ، غلط، بہتان اور افتراء محض قرار دے رہے ہیں۔ محدثین کی تصریح کے بعد اس روایت کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے، جو قبائل: انتخاب صـ۱ پر قدیری صاحب نے اس طرح نقل کی ہے:۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

"روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابہامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیامۃ وقاعدہ الی الجنۃ" (صلوٰۃ مسعودی جلد ۲، ص ۹۲)

روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کہ بیشک انہوں نے فرمایا جس شخص نے اذان میں میرا نام سنا اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھا پس میں اس کو تلاش فرماؤں گا قیامت کی صفوں میں اور میں اس کی قیادت فرماؤں گا، جنت کی طرف (قبائل انتخاب ص ۱۵)

اسی طرح قبائل انتخاب ص ۳ پر یہ روایت قدیری صاحب نے قوۃ القلوب سے بحوالہ حاشیہ جلالین نقل فرمایا ہے جس کے جعلی ہونے میں محدثین کی تصریحات کی روشنی میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"و حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ در قوۃ القلوب روایت کردہ از ابن عیینہ کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد درآمد و ابوبکر

اور حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی مکی بلند کرے اللہ تعالیٰ ان کے رتبے کو کہ کتاب قوت قلوب میں سیدنا حضرت ابن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رضی اللہ عنہ ظفرا بہامین چشم خود
را مسح کرد و گفت قرۃ عینی بک
یا رسول اللہ و چوں بلال رضی اللہ
عنہ از اذان فراغت روئے نمود
حضرت رسول اللہ فرمود کہ ابا بکر
ہر کہ بگوید انچہ تو گفتی از روے
شوق بلقائے من و بکند آنچہ تو
کردی خدائے درگذارد گناہاں
وے آنچہ باشد نو و کہنہ خطأً و عمداً
و آشکارا در مضمرات بریں وجہ
نقل کردہ و قال علیہ السلام
من سمع اسمی فی الاذان فقبل
ظفری ابہامیہ ومسح علی
عینیہ لم یعم ابدا،،
(تعلیقات جدید محاشیہ
جلالین ص۳۵۷)

جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ
وسلم مسجد میں تشریف لائے اور
سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے
ناخنوں سے اپنی آنکھوں کو ملا ،
اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ
اور جب سیدنا حضرت بلال رضی
اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو کر حاضر
ہوئے تو جناب رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے
ابوبکر جو شخص وہ کہے جو تو نے کہا
اور جو شخص وہ کرے جو تو نے
کیا شوق اور میری محبت کی وجہ
سے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیگا
اس کے گناہ کتنے ہی ہوں نئے
ہوں کہ پرانے، قصداً ہوں کہ
بھول کر، چھپے ہوں کہ ظاہر ایسے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

جامع المعجزات میں نقل کیا ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص نے اذان میں میرا نام سنا، پھر اس نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما، اور اپنی آنکھوں پر لگایا، کبھی اندھا نہ ہوگا

(قبائل انتخاب صـ۱۵ و ۱۶)

سمجھنے والے سمجھتے ہیں

سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ روایتیں گڑھنے والوں نے اسی عقیدے کے تحت گڑھی ہیں کہ انگوٹھے چومنے کے بعد تو افترا علی الرسول کا پوشیدہ اور ظاہر، نیا اور پرانا سب گناہ معاف ہو ہی جائے گا اور اسی لئے آخرت کے خوف سے بے نیاز ہو کر ان روایات کا من گڑھت اور موضوع ہونا معلوم ہوتے ہوئے بھی رضا خانی مولوی اس عمل کا ارشاد رسول سے ثابت اور سنت صحابہ کے مطابق ہونا اپنی تقریروں اور تحریروں میں بیان کرتے ہیں، چنانچہ گذشتہ روایات کو تحریر کرنے کے بعد قلم بریلی صاحب فرماتے ہیں :-

"ناظرین محترم چونکہ اور احادیث طیبہ بھی قریب قریب اسی مضمون کی ہیں، لہٰذا میں ان ہی احادیث کریمہ پر اکتفا کر رہا ہوں"

(قبائل انتخاب صـ۱۶)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

رضا خانی علماء کی عادت ہے کہ جب ترکش کے تیر ختم ہو جاتے ہیں تو محض رنگ جمانے کے لئے اس قسم کی باتیں کہہ دیا کرتے ہیں۔ علاوہ بریں جتنی روایتیں قادری صاحب نے پیش کی ہیں اور بفرض محال جو کچھ ان کے دماغ میں باقی رہ گئی ہیں، محدثین فرماتے ہیں کہ سب کی سب اکاذیب خبیثہ اور سراسر جعلی ہیں، وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ انہیں احادیث طیبہ کہا جائے، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بہ بانگ دہل فرماتے ہیں:۔

"انگشت بوسی کی تمام روایتیں جعلی ہیں"

"الاحادیث التی رویت فی تقبیل الانامل وجعلها علی العینین عند سماع اسمه صلی اللہ علیہ وسلم عن المؤذن فی کلمة الشهادة کلها موضوعات"

(تیسیر المقال از ازالہ سنت ۔ ص ۶۲ ج ۳، ص ۳۶۵)

وہ تمام حدیثیں جن میں مؤذن سے کلمۂ شہادت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے کے وقت انگلیوں کا چومنا اور آنکھوں سے لگانا روایت کیا گیا ہے سب کی سب جعلی (یعنی من گھڑت اور بناوٹی) ہیں

علماء اہل سنت اور محدثین کرام کے نزدیک تو اذان کے وقت

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

بھی یہ عمل بے ثبوت اور بدعت سیئہ تھا، لیکن اہل بدعت کیسے صبر کرتے انہوں نے چوں بچوں کا شور وغوغا مچانا شروع کر دیا، نہ صرف اذان کے وقت کی قید اڑا دی، بلکہ اس بدعت کے جواز واستحباب کی سند دینے لگے اور پھر ان گنت جھوٹی اور غلط روایتوں کو جمع کرنے لگے۔ حالانکہ علم والے جانتے ہیں کہ نہ یہ روایتیں احادیث ہیں اور نہ یہ عمل ہی جائز ہے۔ چنانچہ علامہ عبد الحی لکھنوی فرماتے ہیں۔

" والحق ان تقبیل الظفرین عند سماع الاسم النبوی فی الاقامة وغیرها کلما ذکر اسمه علیه الصلوٰة والسلام مما لم یرد فیه خبر ولا اثر ومن قال به فهو المفتری الاکبر فهو بدعة شنیعة سیئة لا اصل لها فی کتب الشریعة ومن ادعی فعلیه البیان "

(سعایہ جلد اول صفحہ ۴۶)

سچی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقامت یا اس کے علاوہ دوسرے مواقع پر سننے کے وقت انگلیوں کے چومنے کے سلسلے میں نہ کوئی حدیث رسول (صحیح طریقہ پر) وارد ہے اور نہ کسی صحابی کا قول یا فعل ہی (صحیح طریقہ پر) مروی ہے، لہذا جو شخص اس عمل کا قائل ہے وہ بہت بڑا بہتان گڑھنے والا ہے، اس لئے یہ عمل بدترین قسم کی بدعت سیئہ ہے جس کی شرعی کتابوں میں کوئی صحیح بنیاد

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

نہیں ہے۔

قدیری صاحب اور ان کے ہم مسلک جملہ رضاخانی علماء کو اپنی آنکھوں سے جہالت اور تعصب کی پٹی اتار کر غور کرنا چاہیے کہ انگوٹھا چومنے کی جملہ روایات کو غلط غیر صحیح اور جعلی وموضوع بتانے والے ان علمائے کرام میں ایک بھی دیوبندی نہیں ہے کیونکہ یہ وہ اکابرین امت اور محدثین وفقہاء عظام ہیں جو دیوبند و بریلی کے اختلاف سے پہلے ہی وفات پا چکے ہیں۔

ضعیف حدیثوں سے استدلال کا مسئلہ

انگوٹھا چومنے کی روایتیں بالفرض ضعیف ہوتیں جب بھی ان سے اس مسئلہ میں استدلال جملہ محدثین بلکہ خود اعلیحضرت بریلوی کے تحریر کردہ اصول وقواعد کے بھی خلاف ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحؒ، علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

ولکن ینبغی ان یعلم انھم شرطوا فی العمل بالحدیث الضعیف شروطا منھا ان لا یعتقد سنیة ذالك الفعل ثابت بالحدیث الضعیف

اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی محدثین نے بہت سی شرطیں رکھی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ضعیف

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

بل يعتقده الاحتياط كما صرح به السيوطي في شرح التقريب وبصحه الرملي » (السعايه جلد اول ص۲۰۶ مطبوعه سهيل اكيڈمي لاهور)

سے ثابت فعل کو مسنون نہ سمجھے بلکہ صرف احتیاطی عمل خیال کرے اس بات کی صراحت علامہ سیوطی نے شرح تقریب میں اور اسی طرح علامہ رملی نے صراحت کی ہے۔

انگوٹھے چومنے والے رضاخانی حضرات تو اس عمل کو نہ صرف سنت ومستحب بلکہ عقائد اہل سنت کا نشان اور شعار اہل سنت قرار دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے ثبوت کے سلسلہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے لہٰذا اب جب کہ اس عمل کو لازم اور عقیدہ کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے تو ضعیف روایتوں سے بالفرض ثبوت بھی تسلیم کر لیا جائے جب بھی یہ عمل مکروہ ہی ہوگا جیسا کہ علامہ عبدالحی لکھنوی نے آخری اور فیصلہ کن بات محدثین کی طرف سے تحریر فرما دی ہے، چنانچہ مذکورہ بالا عبارت کے بعد فرماتے ہیں۔

وان التزمه واعتقده ضروريا يخشى ان يكون مكروها فرب شي مندوب او مباح يكون بالتخصيص والالتزام مكروها كما لا يخفى على مهاهر الفن (سعايه ج۱ ص۲۶۸)

اور اگر ضعیف حدیث سے ثابت شدہ اس عمل کو ضروری خیال کرے تو مکروہ ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ بہت سی چیزیں اپنی جگہ جائز اور مستحب ہیں لیکن ضروری سمجھنے سے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مخصوص کرنے کی وجہ سے مکروہ ہو جاتی ہیں، چنانچہ یہ بات ماہر فن سے پوشیدہ نہیں ہے۔

قدیری صاحب نے فاضل بریلوی کے اصول سے بھی بغاوت کی ہے

قدیری صاحب نے اگر ان تمام معروضات سے دانستہ یا نادانستہ طور سے صرف نظر بھی کر لیا تھا تو انہیں چاہیئے تھا کہ کم از کم اپنے اعلیحضرت پیشوائے جماعت اور بانئ مسلک مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تاکیدی ہدایت پر ضرور عمل کرتے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قدیری صاحب اس جگہ اعلیحضرت کی بات پر بھی کوئی دھیان نہیں دیتے ہیں۔ اعلیحضرت تو بطور اصول اور قاعدہ کلیہ بار بار اس بات کو بیان فرما رہے ہیں کہ جو مسئلہ زندگی کے روزمرہ معاملہ سے تعلق رکھتا ہو جس سے ہر کس و ناکس کو سابقہ پڑتا ہے یعنی جو مسئلہ عام ابتلائی ہو اس کے ثبوت کے لیے خبر متواتر یا کم از کم حدیث مشہور و مستفیض ضرور ہونا چاہیئے اور اس کے بیان سے متون فقہ و کتب فتاوی لبریز ہونا چاہیئے۔ صرف خبر واحد سے بھی ایسے مسئلہ کا ثبوت نہیں ہو سکتا ہے چہ جائیکہ کسی عالم یا بزرگ کا قول دلیل پیش کیا جائے چنانچہ اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

وعلمت ان ما کان من شانہ لا یقبل فیہ حدیث ردی الاحاد (فتاوی رضویہ جلد اول ص۴۲)

تم جان چکے کہ جن مسائل کی نوعیت اس قسم کی (عام ابتلائی) ہو، ان میں خبر احاد بھی قابل قبول نہیں ہوتیں۔

مزید تاکید کے لئے اسی جگہ حاشیہ پر دوبارہ بطور قاعدہ کلیہ تحریر فرماتے ہیں :-

لا یقبل حدیث الاحاد فی موضع عموم البلویٰ فکیف برائ عالم متاخر (حاشیہ فتاوی رضویہ جلد اول ص۴۲)

خبر واحد عام ابتلائی مسئلہ میں قبول نہیں کی جاتی ہے تو پھر کسی متاخر عالم کی رائے کس شمار میں ہے۔

پھر اتنے واضح اصول اور تاکیدی ضابطہ کے باوجود اذان جیسے عام ابتلائی مسئلہ میں جہاں صحیح خبر واحد کا گذر نہیں، نہ صرف ضعیف روایات کے ماننے پر قدیری صاحب اصرار فرما رہے ہیں، بلکہ اس سلسلہ کی جعلی روایتوں کے جعلی ہونے کے باوجود ان سے استدلال کرنے پر مصر نہ جانے کیوں فرما رہے ہیں۔ اور حق کی مخالفت کے ساتھ ہی ساتھ اعلیحضرت سے بغاوت کا جرم کیونکر قبول کرنا چاہتے ہیں؟

قدیری صاحب نے تجربات و مشاہدات کے ذیل میں عالم خواب کے واقعہ سے بھی استدلال کرنا چاہا ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے:-

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

نور الدین خراسانی کا الہامی خواب عقائد اہلسنت کی روشنی میں

نقل عن الشيخ العالم المفسر المحدث
نور الدين الخراساني قال بعضهم
لقيته وقت الاذان فلما سمع
المؤذن يقول اشهد ان محمدا
رسول الله قبل ابهامي نفسه
ومسح بالظفرين اجفان عينيه
من المآق الى ناحية الصدغ
ثم فعل ذالك عند كل تشهد
مرة مرة فسألته عن ذالك
فقال كنت افعله ثم تركته
فمرضت عيناي فرأيته صلى
الله عليه وسلم مناما فقال لم
تركت مسح عينيك عند الاذان
ان اردت ان تبرأ عيناك افعل

حضرت شیخ علامہ مفسر و محدث
نور الدین خراسانی سے منقول ہے
انہوں نے فرمایا کہ بعض لوگ ان کو
اذان کے وقت ملے، جب انہوں نے
موذن کو اشہد ان محمد رسول اللہ
کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے اپنے
انگوٹھے چومے اور ناخنوں کو اپنی
آنکھوں کی پلکوں پر آنکھوں کے
کونے سے لگایا اور کنپٹی کے کونے
تک پہونچایا، پھر ہر شہادت کے وقت
ایک ایک بار کیا، میں نے ان سے
اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ
میں پہلے انگوٹھے چوما کرتا تھا پھر
چھوڑ دیا پس میری آنکھیں بیمار

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

فی المسح فاستیقظت وصحت عینی زالت ولم یعاودنی مرضہما الی الآن۔ (شرح کفایۃ الطالب الربانی ص۱، قبائل انتخاب ص۲۱)

ہو گئیں، تب میں نے جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اذان کے وقت انگوٹھا آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیئے ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری آنکھیں اچھی ہو جائیں تو پھر انگوٹھے آنکھوں سے لگانا شروع کر دو پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا، پھر میں نے انگوٹھے آنکھوں سے لگانا شروع کر دیئے پھر میں اچھا ہو گیا اور اب تک مجھ کو وہ مرض نہ ہوا۔

(قبائل انتخاب ص۲۱ و ۲۲)

اس واقعہ پر کیا اعتماد کیا جائے کہ نور الدین خراسانی سے بعض لوگ ملے پھر انہوں نے یہ افسانہ نقل فرمایا، آخر وہ بعض لوگ کون تھے؟ قدبری صاحب کو ان پر بھی کچھ روشنی ڈالنی چاہئے تھی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بعض لوگ اسی قسم کے ہوں جنہوں نے احادیث کے نام پر من گھڑت روایتیں بنا لی تھیں اور اس کے فروغ دینے کے فکر میں بزرگوں اور مقبول عوام شخصیتوں کا سہارا لے کر اس جعلی عمل کو فرضی خوابوں کے ذریعہ تقویت بہم پہنچانا چاہتے ہوں اس کے ماسوا بنیادی طور پر دیوبند و بریلی کا مسلمہ اصول ہے کہ ثبوت کے لئے قرآن و حدیث اور اجماع یا قیاس ہی پیش کئے جا سکتے ہیں، الف لیلی کے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

قصوں، خواب وخیال کی حکایتوں اور افسانوی واقعات سے کسی چیز کا ثبوت نہیں ہوتا، بزرگوں کے کشف وکرامات اور رویا رصادقہ اہل سنت کے نزدیک حق ہیں، لیکن ان کے ذریعہ کوئی حکم شرعی ثابت نہیں کیا جا سکتا اور وہ شرعی ثبوت وحجت نہیں ہو سکتے، کیونکہ بزرگوں کے عمل میں محض جسمانی یا روحانی معالجہ کے لئے، یا کسی وقتی مصلحت کے لئے بھی بعض چیزیں داخل ہو جاتی ہیں جن کی بنیاد ان کے ذاتی تجربہ یا خواب یا کشف وغیرہ پر ہوتی ہے، جن کے بارے میں اہل سنت کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ ان کیلئے بھی اس پر عمل کی شرعاً گنجائش اسی صورت میں نکل سکتی ہے، جب کہ یہ عمل یا وہ تجربہ اور کشف کسی شرعی اصول کے مخالف نہ ہو، ورنہ خود ان کے لئے بھی اس پر عمل جائز نہ ہوگا۔ چہ جائیکہ دوسرے عام لوگوں کے لئے گنجائش ہو سکے۔

معلوم نہیں قدیری صاحب نے کچھ پڑھا بھی ہے یا نہیں شرح عقائد میں صاف لکھا ہے:۔

"والالهام المفسر بالقاء معنی	اور اولیاء کرام کا (خواب یا بیداری
فی القلب بطریق الفیض لیس	میں ہونے والا) الہام یعنی فیضان
من اسباب المعرفة بصحة	خیر کے ذریعہ دل میں ڈالی گئی
الشئ عند اهل الحق،،	بات اہل سنت وجماعت کے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

(شرح عقائد نسفی ص۱۱) نزدیک کسی چیز کی صحت کے جانچنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتی ہے۔

اہل سنت کے نزدیک تو کشف و الہام کے ذریعہ کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی، جیسا کہ آپ عقائد اہل سنت کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی کے حوالے سے پڑھ چکے، اس لحاظ سے قدیری صاحب کا مذکورہ طریقۂ استدلال جمہور اہل سنت کے مطابق تو ہو نہیں سکتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ گمراہ صوفیہ یا شیعہ حضرات کے عقائد کے مطابق قدیری صاحب نے یہ طریقۂ استدلال اپنایا ہو، لیکن ایسی صورت میں ضروری تھا کہ وہ اپنے متعلق وضاحت فرما دیتے کہ مجھے اہل سنت سے اتفاق نہیں ہے بلکہ میں شیعوں کے ساتھ ہوں، کشف و الہام شیعہ حضرات کے نزدیک حجت بن سکتا ہے۔

"خلافا لبعض الصوفیۃ و الروافض فانہ من اسباب العلم عندھم"، (حاشیہ رمضان آفندی بر شرح عقائد نسفی) اس میں (گمراہ) صوفیوں اور شیعوں کا اختلاف ہے۔ کیونکہ الہام ان لوگوں کے نزدیک علم کے اسباب میں سے ہے۔

اس لئے اب یہ بات محتاج بیان نہیں رہ جاتی ہے کہ قدیری

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

صاحب نے اہل سنت کے بجائے شیعہ حضرات کا طریقۂ استدلال اختیار فرمایا ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں جب کہ محدثین اور فقہاء کی کھلی صراحتیں اس عمل کی کراہت و لغویت کے سلسلہ میں موجود ہیں تو اس کے باوجود کسی کے کشف و کرامت، خواب و خیال یا ارشادی باتوں سے اس عمل کی سنیت یا اس کا استحباب کیونکر ثابت ہو سکتا ہے، علاوہ بریں ان واقعات کو جن بزرگوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اور جن لوگوں نے ان سے نقل کیا ہے ان میں زیادہ تعداد غیر معروف اور مجہول ہی قسم کے لوگوں کی ہے، اس لئے ان کی تحقیق حال بھی قدیری صاحب کے ذمہ تھی جس سے انہوں نے کوئی تعرض نہ کرنے میں ہی عافیت سمجھی ہے۔ ممکن ہو اس بات کو انہوں نے ضروری نہ سمجھا ہو لیکن اس جگہ قدیری صاحب نے اپنے بانی مسلک اور پیشوائے جماعت اعلیحضرت فاضل بریلوی کی بات کیوں فراموش کردی ہے، اس موقع پر کم از کم انہیں اپنے اعلیحضرت کی بات یاد رہنی چاہئے تھی شاید قدیری صاحب میرا مطلب نہ سمجھ پائے ہوں تو یاد دہانی کے لئے اعلیحضرت کا فرمان ہی نقل کر رہا ہوں۔

تنبیہ:۔ علماء میں مشہور ہے کہ اپنے دامن آنچل سے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اور رد المحتار میں فرمایا دامن سے ہاتھ منہ پوچھنا بھول پیدا کرتا ہے۔
اقول :۔ یہ اہل تجربہ کی ارشادی باتیں ہیں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۳)

اعلیٰحضرت کے اس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ کسی معاملہ میں اہل تجربہ کی ارشادی باتیں، چاہے سلف صالحین ہی سے کیوں نہ نقل کی گئی ہوں وہ نہ شرعی حجت ہیں اور نہ کسی چیز کے ثبوت و ممانعت کے لئے کافی ہو سکتی ہیں، بنا بریں انگوٹھا چومنے کا عمل بطور علاج یا دعا، تعویذ کے عمل کے انداز پر اگر بزرگوں یا اہل تجربہ سے ثابت بھی ہو جائے تو وہ اختلاف سے علیحدہ چیز ہے (دیکھئے مولانا اشرف علی تھانوی رح کی بوادر النوادر ص۴۵۵ تا ص۴۶۰) اختلاف تو اس کے شرعی حکم کے ثبوت یعنی استحباب و کراہت اور بدعت و سنت میں ہے جس کا اس قسم کے معالجہ یا تجربہ سے کوئی تعلق نہیں کہ کسی عمل کو برائے علاج کرنا یا بزرگوں کے کسی عمل کو اپنے اعمال و وظائف میں داخل کرنا اس عمل کے مستحب اور سنت ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔
تعجب ہے کہ قادری صاحب اتنی موٹی بات بھی سمجھنے سے عاجز ہیں مگر انتخاب العلماء بننے اور علماء حق کا مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

شان دیکھو یہ کبریائی کی
بت کریں آرزو خدائی کی

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

انگشت بوسی کے مسئلہ نے رضاخانی تحریک کو بے نقاب کر دیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اس عمل کے فروغ دینے اور تقریر و تحریر کے ذریعہ اس کے پھیلانے میں کسی دینی جذبہ اور اشاعت سنت کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہے اور نہ فقہائے کرام کی کسی تحریر سے غلط فہمی کی بنا پر یہ اختلاف رونما ہوا ہے، غلط فہمی کا سوال تو اس وقت ہوتا جب اس کی تائید کرنے والے فقہائے کرام کی تاکیدی قید باقی رکھی جاتی، یعنی اذان ہی کے وقت تک یہ عمل محدود رہتا، مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اذان کے وقت کی کوئی قید اس عمل کیلئے رضاخانی علماء کے یہاں عملاً باقی نہیں رکھی گئی ہے۔ وہ جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہیں، انگوٹھا چومنے کو مستحب سمجھتے ہیں۔ اور اسی طریقہ پر ان کے عوام و خواص کا بھی عمل ہے۔ اس لئے غور سے دیکھا جائے اور اعلیحضرت فاضل بریلوی کے گرد و پیش کا مطالعہ کیا جائے، نیز ان کے دور کے سیاسی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے حقیقت کی تلاش کی جائے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

انگریزی سیاست میں فاضل بریلوی کا تعاون

اس عمل کے فروغ دینے اور اس کی اشاعت سے رضا خانی علماء کا مقصد انگریزوں کی نمک خواری کا حق ادا کرنا ہے اور ان مراعات کا بدلہ چکانا ہے جو انگریزی سامراج کی طرف سے انہیں حاصل ہوتی تھیں۔ مفتی جمیل الرحمٰن صاحب رحمانی نے ہنگامۂ آزادی میں انگریزوں کی پالیسی کو تقویت پہونچانے والے جن علمائے اہل بدعت کا تعارف کرایا ہے وہ انہیں رضا خانیوں کا گروہ ہے جیسا کہ ان کی تحریر سے واضح ہے، فرماتے ہیں :-

"اور مفاد پرست علماء، انگریزی سامراج کے اشاروں پر مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے اور اختلاف مسالک کو فروغ دینے میں منہمک تھے، کیونکہ انگریز چاہتا تھا کہ مسلمانوں میں مسلک و نظریات کے اعتبار سے اختلاف کی خلیج اتنی وسیع ہو جائے کہ یہ کسی سیاسی و انقلابی مہم میں شیر و شکر ہو کر شانہ بہ شانہ جنگ نہ کر سکیں، اسلئے بدعت پرست رہنماؤں کو حکومت کی جانب سے ہزار ہا مراعات ملتی تھیں، اور ہر موقع پر ان کو غالب رکھنے کی سعی کی جاتی تھی" (حیات فخر الاسلام صلا و صلا)

چنانچہ حصول آزادی کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

نہیں ہے کہ ۱۹۴۷ء کی آزادی کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں نے متحد ہو کر اپنی پالیسی بنائی، نہرو اور گاندھی کے ساتھ علماء دیوبند خصوصاً حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رح، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح حضرت مولانا ابو الکلام آزاد رح وغیرہ نے مسلمانوں کی طرف سے رہنمائی کی اور انگریزوں کی مخالفت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس طرح ہندو اور مسلمان دونوں نے انگریزوں کا مکمل بائیکاٹ کیا، اور انگریزی سامراج کے خلاف کھل کر تقریر و تحریر کے میدان میں آئے، انگریزی حکومت کو غیر اسلامی اور ایک ظالم حکومت قرار دے کر وطن سے ان کے اقتدار کو ہٹانے کی کوشش کرتے رہے، لیکن یہ افسوسناک حقیقت آپ کے سامنے اگر نہ رکھی جائے تو شاید آپ دیوبندی، بریلوی اختلاف کی تہ تک نہیں پہونچ سکتے، لہذا تاریخ کا یہ رنگین ورق ضرور پڑھئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس اختلاف کی اصل نوعیت کیا ہے۔

ہنگامۂ آزادی کے دوران مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی بقید حیات بلکہ ایک متعارف قسم کے مولوی تھے، انہوں نے آزادی کی سیاست میں کیا حصہ لیا، شاید اس کا جواب رضاخانی علماء صبح قیامت تک نہ دے سکیں، آزادئ وطن اور اس وقت کی سیاست میں مسلمانوں کی احمد رضا خاں صاحب کوئی رہنمائی تو کیا فرماتے، انہوں نے الٹے انگریزوں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کا تعاون شروع کیا چنانچہ تاریخ آزادی سے یہ الفاظ مٹائے نہیں جا سکتے

"اور وہ (مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی) خلافت تحریک کے اور ہر اس تحریک کے جانی دشمن تھے جو انگریزی راج کے خلاف ہوتی" (ذکر آزاد ص ۱۲)

شاید ناظرین کو یہ شبہ ہو کہ اس قسم کی باتیں ہر فریق دوسرے کے متعلق کہا کرتا ہے. کس کو غلط اور کس کو درست مانا جائے۔

اس لئے یہ شبہ دور کرنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس کی ایک شکل تو یہ ہے کہ ہنگامۂ آزادی میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کی سیاست کیا تھی، اس کا مطالبہ خود ان کی جماعت سے کیا جائے، یا تاریخ آزادی کا مطالعہ کیا جائے، ہمارا یقین ہے کہ ناظرین دوہی نتیجہ پر پہونچ سکیں گے۔ یا تو یہ ماننا پڑے کہ ان کی سیاست انگریزوں کی حمایت تھی، اور یا یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے اس معاملہ میں مسلمانوں کی کوئی رہنمائی ہی نہیں کی۔ اس لئے کہ ان کو مسلمانوں کے مفاد سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، وہ تو اپنے شکم پروری کے کام میں مصروف تھے ؎

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

دوسری شکل یہ بھی ہے کہ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کی

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

تحریروں سے ان کی سیاست کا سراغ لگایا جائے، لیکن اعلیحضرت کا تحریری نظریہ پیش کرنے سے پہلے ناظرین رضاخانیوں کی اس چال کو بھی سامنے رکھیں کہ فاضل بریلوی کی اس تحریر کے باوجود ان کے متعلق رضاخانیوں کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی مسلمانوں کی ایک الگ اور ایسی سیاست کے خواہاں تھے جس میں نہ انگریزوں کی حمایت ہو اور نہ ہندوؤں کا ساتھ ہو۔ سوچنے کی بات ہے کہ یہ دعویٰ تو اسی وقت صحیح ہو سکتا تھا جب فاضل بریلوی اس دور میں ہندوستان کو انگریزی اقتدار سے نکالنے کے حامی بھی ہوتے اور ہندوستان کو انگریزی حکومت میں دارالاسلام نہ کہتے ہوتے لیکن جب فاضل بریلوی نے خود اس دور میں انگریزی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا جس کے لئے مستقل ایک کتاب لکھ کر شائع کی تھی، اس کتاب کا نام "اعلام الاعلام بان ہندستان دارالاسلام" رکھا ہے، یہ دوسری بات ہے کہ آج کل رضاخانی جماعت کے لوگ اعلیحضرت کے مصنفات کی فہرست مرتب کرتے وقت مصلحتاً اس کتاب کا نام نہیں لکھتے لیکن اس سے اعلیحضرت کا اصل فتویٰ چھپایا نہیں جا سکتا، خود فاضل بریلوی کی دوسری کتاب احکام شریعت حصہ دوم ص۹ پر آج بھی یہ فتویٰ دیکھا جا سکتا ہے، چنانچہ اسی انگریزی دورِ حکومت کے ہندوستان کے بارے میں اس وقت آپ یہ فتویٰ دے رہے ہیں:۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

"ہندوستان بفضلہ دارالاسلام ہے" (احکام شریعت حصہ دوم ص)

اعلیحضرت کی یہ تحریر ۱۹۲۰ء کی تحریک آزادی کے سلسلہ میں صرف انگریزوں کی سیاسی دوستی اور تعاون کا ایک ثبوت ہے جس کے صلہ میں رضاخانی علمار کو انگریزوں کی طرف سے بڑی مراعات حاصل ہوتی تھیں لیکن ان مراعات کے شکریہ میں انگریزوں کی ایک مذہبی پالیسی میں ان علماء اہل بدعت نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس کی دردبھری داستان بھی سن لیجئے:۔

رضاخانیوں نے انگریزوں کا مذہبی تعاون کیا

انگریز چاہتا تھا کہ ہندوستان کے ہندو اور مسلمان اپنے مذہب سے جاہل رہیں بلکہ اپنا مذہب تبدیل کر ڈالیں، اس مقصد کے لئے انگریزوں نے بڑی بڑی سازشیں کی ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ انگریزوں کی آمد اور ان کے دورِ حکومت کی تاریخ میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہاں مجھے اس تفصیل میں جانا نہیں ہے، انگریزوں کی اس خواہش کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستانی مسلمان یا تو عیسائی مذہب قبول کر لے، یا کم از کم عقیدے اور نظریات و خیالات کے لحاظ سے عیسائیت کا آئینہ دار ہو جائے۔ اگرچہ شکل و لباس میں وہ ہندوستانی ہی وضع کا پابند رہے، اس مقصد کے حصول کیلئے انگریزوں نے مراعات دینی شروع کیں اور عیسائیت کے فروغ و پرچار

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

پر بڑی بڑی رقمیں خرچ کرتے رہے، بائبل کی تعلیم کو دوسرے مذہب میں پھیلانے کی کوشش کرتے رہے، چنانچہ انگوٹھا چومنے کا مسئلہ بھی بائبل اور انجیل ہی سے لے کر انگریزوں کا حقِ نمک ادا کرنے کے لیے مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے اور بلا شبہ اس مسئلہ کو ماضی قریب میں جو پھیلانے میں انہیں علماء کا ہاتھ رہا ہے جو عیسائیوں کے آلۂ کار تھے۔ آئندہ اس بات کا ثبوت پیش کیا جائے گا کہ یہ مسئلہ انجیل ہی سے رضا خانیوں نے لیا ہے، یہاں انگریزوں کی اس خواہش کا کہ مسلمانوں کو نظریاتی اعتبار سے عیسائی بنا لیا جائے، ایک ثبوت سن لیجئے:۔

لارڈ میکالے اور اس کی کمیٹی اپنی تعلیمی اغراض و مقاصد اور ان کی اسکیم کی رپورٹ میں مندرجہ ذیل کلمات تحریر کرتی ہے:۔

(۱) ہمیں ایسی جماعت بنانی چاہیئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو، اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔" (نقش حیات جلد ا صفحہ ۱۶ بر روشن مستقبل صفحہ ۱۲۱ از تاریخ التعلیم منجر باسو صفحہ ۱۰۵)

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے متوسلین میں ایک بزرگ کا بیان ہے کہ جب وائسرائے کا دفتر دارجلنگ میں تھا تو تین مشہور علماء

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کو گورنمنٹ نے بلایا، ایک تو مشہور مصنف تھے، انگریزی حکومت نے تینوں کو اپنے کار خاص پر لگانا چاہا، مصنف صاحب تو یہ کہہ کر چلے گئے کہ مجھے عوام سے سابقہ نہیں پڑتا، لکھنے لکھانے میں مصروف رہتا ہوں مجھ سے حکومت کے کام نہ ہو سکیں گے، حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں کمزور دل کا حال دالا آدمی ہوں، حکومت کی باتیں راز رہنی چاہئیں، اگر ظاہر ہو جائیں تو نقصان ہوگا، یہ بھی چھوٹے، رہ گئے خان صاحب مولوی صاحب ان سے معلوم نہیں حکومت کی رضا جوئی کی کیا کیا باتیں ہوئیں اور حکومت کے مقصد پورے کرنے کے لئے کیا کیا منصوبے سوچے گئے، بالآخر کچھ ہی دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ بریلی میں ایک کفر سازی کا کارخانہ کھلا ہے۔

(اعلیحضرت کا دین ص۲۳ ۴۴، نیز فسادی ملا، از خلیل احمد شاہ بہرائچی)

چنانچہ اس مقصد میں انگریزوں کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اعلیحضرت نے انگوٹھا چومنے کا مسئلہ بائبل سے نکالا اور انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے اس کو مسلمانوں میں رائج کرنے کی مہم چلائی، سوئے اتفاق سے خیر القرون کے بہت بعد غالباً پانچویں صدی میں یہ بدعت بعض علماء اور صوفیاء کے یہاں باطل فرقوں کی سازشوں اور ان سے اختلاط کے نتیجہ میں زیر عمل آچکی تھی، بس کیا تھا مواد کے لئے، مسلمانوں کی کتابوں میں بھی بعض عبارتیں اور جعلی روایتیں اس عمل کی تائید کے لئے مل گئیں۔ لہذا کم علم

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اور اس دور کی سیاسی نیرنگی سے ناواقف لوگوں کو یہ سمجھانا بھی فاضل بریلوی کے لئے آسان تھا، کہ یہ مسئلہ پہلے سے مختلف فیہ رہا ہے چونکہ اختلاف ترجیحی قسم کا تھا، اس لیے میں نے بحیثیت محقق اس کے مثبت پہلو کو ترجیح دیدیا یہ ایک علمی اختلاف ہے، غرض اس منافقانہ چال سے اعلیحضرت نے مسلمانوں میں بدنام ہونے سے بھی بزعم خود اپنے آپ کو بچالیا۔ ادھر انگریز بہادر بھی یہ سمجھ کر خوش ہوتے رہے کہ بائبل کی تعلیم عام کرنے اور مسلمانوں میں عیسائیت کو فروغ دینے میں احمد رضا صاحب نے بھرپور تعاون کیا ہے۔ گویا اس وقت مولوی احمد رضا صاحب کی پوزیشن یہ تھی ؎

صبح کو مے کشی کی شام کو توبہ کرلی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

انگشت بوسی کے مسئلہ میں انجیل سے استفادہ کیا گیا ہے

انہیں وجوہ کے پیش نظر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے رسالہ "تقبیل الابہامین" اس مسئلہ پر تحریر فرمایا، اور اپنے شاگرد خاص مولوی نعیم الدین مرادآبادی سے اس مسئلہ کو انجیل سے لینے کا راز بتادیا چنانچہ مولوی نعیم الدین صاحب نے اصل صورت حال کو چھپاتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے منسوخ شریعت کی کتاب انجیل سے اس مسئلہ پر حجت قائم

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کرنا چاہا ہے، مگر جاننے والے اصل حقیقت کا صرف اسی ایک حوالے سے اچھی طرح سراغ لگا سکتے ہیں۔ چنانچہ نعیم الدین مراد آبادی صاحب کے شاگرد رشید مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی اپنی مشہور کتاب جاء الحق کے صفحہ ۲۷۹ و صفحہ ۲۸۰ پر یوں رقمطراز ہیں:۔

"صدر الافاضل مولائی مرشدی استاذی مولانا الحاج سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مراد آبادی دام ظلہم فرماتے ہیں کہ ولایت سے انجیل کا ایک بہت پرانا نسخہ برآمد ہوا جس کا نام انجیل برناس آج کل وہ عام طور پر شائع ہوا اور ہر زبان میں اس کے ترجمے کئے گئے ہیں، اس کے اکثر احکام اسلامی احکام سے ملتے جلتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے روح القدس (نور مصطفوی) کے دیکھنے کی تمنا کی تو وہ نور ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں چمکایا گیا انہوں نے فرط محبت سے ان ناخنوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔"

(راہ سنت صفحہ ۲۶۶)

سوال یہ ہے کہ ولایت سے انجیل کا ایک بہت پرانا نسخہ برآمد تو ہوا، لیکن کہاں برآمد ہوا، بریلی میں یا مراد آباد میں، اور برآمد کیسے ہوا انگریزوں کے توسط سے یا براہ راست، پھر یہ بات کہ اس کے اکثر احکام اسلامی احکام سے ملتے جلتے ہیں، یہ بھی درست نہیں کیونکہ انگشت بوسی کا مسئلہ اسلامی شریعت

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

میں تو بے بنیاد ہے جو اس انجیل میں ملتا ہے، لہذا یوں کہنا چاہئے کہ اس کے اکثر احکام سے رضاخانی احکام ملتے جلتے ہیں۔

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی رسید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

انجیل برناباس صفحہ ۶ کے حوالہ سے ایک دوسرے رضا خانیت کے علمبردار مولوی محمد عمر صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"پس آدم علیہ السلام نے بہ منت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی، (پھر آگے ہے) تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے ملا"

(مقیاس حنفیت صفحہ ۴۰۲، ازراہ سنت صفحہ ۲۶۲ و صفحہ ۲۶۴)

اس حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کو محض اس وجہ سے بوسہ دیا کہ ان پر نام مصطفوی چمک رہا تھا، کیا آج بھی رضا خانیوں کے انہیں انگوٹھوں کے ناخنوں پر نام مصطفوی لکھے ہوئے ہیں، جن سے وہ استنجا کرتے ہیں، اگر ایسی بات ہے تو وہ تعظیم سے زیادہ توہین کے مرتکب ٹھہریں گے اور اسم رسالت کے ساتھ اس قسم کی دیدہ و دانستہ بدترین گستاخی کا انہیں اعتراف کرنا ہوگا، اس لئے ان سے مخلصانہ درخواست

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ہے کہ منسوخ شریعت اور تحریف شدہ کتاب انجیل برنباس کے بجائے اسلامیات کے ذخیرہ سے کوئی صحیح اور مستند روایت ایسی پیش فرمائیں جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے ناخنوں پر نام نبوی کا نقش ہونا مذکور ہو اس کے بعد تائید میں انجیل برنباس کا حوالہ دیں تو بات کسی حد تک درست ہو سکے گی۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ غیر مسلموں کی بات اپنی تائید میں پیش کرنا کوئی گناہ نہیں مگر سوال یہ ہے کہ اصل چیز کسی معقول طریقہ سے اسلام سے بھی تو ثابت ہو، جب انگوٹھے چومنے کی سب حدیثیں ہی موضوع اور جعلی ہیں اور اصل دلیل ہی ندارد ہے تو پھر تائید کا سوال کیا ہے۔

بریلوی مذہب میں سُنّی کا مطلب رضاخانی ہے

ناظرین نے گذشتہ تاریخی حقائق کی روشنی میں یہ سمجھ لیا ہوگا کہ رضاخانی ایک نیا فرقہ ہے جس کے بانی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں، اسی لئے اس فرقہ کا نام بریلوی بھی مشہور ہے۔ یہ وہی فرقہ ہے جس نے انگریزی سیاست کی بازیگری کے نتیجہ میں جنم لیا تھا اور جس نے علماء حق کے خلاف انگریزی سامراج کی حمایت کی[1]، انگریزوں کے اشارہ پر مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا کرنے اور اس کو مستحکم بنانے میں کوشاں رہے، بلکہ اسی شکم پروری کے جذبہ کے تحت جب انہوں نے اپنے راستہ میں علماء حق کو رکاوٹ

---

[1] رضا خانیت کا آرگن رسالہ نوری کرن جو بریلی سے شائع ہوتا ہے خود اس کا اقرار ہے
[illegible]

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

دیکھیں تو ان کی تکفیر کر کے مسلم عوام کو برگشتہ اور متنفر کرنے کے درپے ہوئے بدنام کرنے کے لئے انگریزوں کے گڑھے ہوئے لفظ وہابی سے ان کو یاد کیا کیونکہ رضاخانی مولویوں کا خیال تھا کہ بے خبر عوام میں علمارحق کو تقریر و تحریر میں جب وہابی کے نام سے مشہور کیا جائے گا تو لازماً ہمارے متعلق لوگ اہل سنت ہونے کا خیال رکھیں گے اور ہندوستان کی بیشتر آبادی چونکہ اہل سنت ہی ہے لہٰذا اگر ان کو رضاخانیت کے نام سے دعوت دی جائے گی تو برگشتہ ہونے کا خطرہ ہے۔ ممکن ہے اس نئے نام سے لوگ چونک جائیں اور پھر پول کھل جائے اس لئے اپنا نام رضاخانی ظاہر نہ کرنا چاہیے۔ عوام کو پہلے یہ سمجھاؤ کہ آپ لوگ اہل سنت ہیں اور ہم اہل سنت کے علمار ہیں۔ لہٰذا ہم دونوں ایک ہی مسلک کے ماننے والے ہیں، پھر جب قریب ہو جائیں تو آہستہ آہستہ ان کو رضاخانیت کی طرف لایا جائے۔ چنانچہ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ شروع میں اہل سنت اور سنی سمجھ کر نادانستگی میں رضاخانی علمار سے قریب ہوئے اور پھر ان کے سامنے رضاخانیت کے مخصوص مسائل آہستہ آہستہ لائے گئے، کبھی تو ان کو یہ کھٹکا بھی ہوا کہ یہ قبر پر اذان دینے کا کیا مسئلہ ہے، فلاں فلاں کو کافر کہنے کا کیا مطلب ہے وغیرہ وغیرہ اور جو بہت زیادہ سنی کے نام پر اعتماد کر گئے۔ انہیں یہ بھی محسوس نہیں ہوا کہ مجھ سے یہ کیا قبول کرایا جارہا ہے، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عوام کو

حشمت علی کی زبان ہمارے ساتھ ہو تو ہمیں انڈیا سے نکال نکلا کوئی نکالنے والا نہیں،

(دیکھئے نوری کرن بریلی دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۴۱ از راز سربستہ صفحہ ۱۰۵)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اس بات سے آگاہ کر دیا جائے کہ رضاخانی جب سُنی کا لفظ بولتا ہے تو اس کا مطلب اہل سنت والا سنی نہیں ہوتا بلکہ اسی نئے بریلوی فرقہ کا بانی والا رضاخانی سنی کی مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ انتخاب قدیری صاحب نے بھی قبائل انتخاب کے آخر میں اللہ تعالیٰ سے یہی دعا، مانگی ہے کہ مذہب اہلسنت وجماعت یعنی مسلک رضویت پر استقامت عطا فرمائے۔ انتخاب قدیری صاحب لکھتے ہیں:۔

"رب العلمین جل مجدہ اپنے پیارے حبیب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں اپنا اور اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے تمام ہی نیک بندوں کا مطیع و فرماں بردار بنائے، اور مذہب اہل سنت و جماعت و مسلک رضویت پر استقامت عطا فرمائے"۔ (قبائل انتخاب صہ۳۲)

مذہب اہل سنت تو سب جانتے ہیں، یہ مسلک رضویت کیا ہے گویا قدیری صاحب خالص مذہب اہل سنت و جماعت پر قناعت نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ اس فرضی اہل سنت کے گروہ میں شامل رہنے کی تمنا کرتے ہیں۔ جس کا اصل نام رضاخانیت، رضویت یا بریلویت ہے، اس جماعت کے مشہور و معروف علمبردار مولوی مشتاق احمد نظامی تصریح کرتے ہیں کہ سُنّی اور اہلسنت سے، ہمارے نزدیک وہی تکفیری مشن والا، یعنی،

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

انگریزوں کا ایجاد کردہ فرقۂ رضاخانی ہی مراد ہوتا ہے، جس کے بانی مولوی احمد رضاخاں صاحب ہیں، جس کی کتاب مقدس کا نام "حسام الحرمین"، ہے مولوی مشتاق احمد نظامی اپنی کتاب دستور اساسی آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت المعروف بہ اصلاحی جماعت کے ص۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں،

" سنی سے مراد وہ افراد ہیں جو مسلک اعلیٰحضرت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فتاوی حسام الحرمین سے کلیۃً متفق ہو کر اس کی علاً تائید و حمایت کرتے ہوں "

ناظرین خود فیصلہ فرمالیں کہ مولوی احمد رضاخاں صاحب کی پیدائش یعنی ۱۰ رشوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء سے پہلے جتنے مسلمان گذر چکے وہ اس فرقہ کے نزدیک اس لئے سنی نہیں تھے کہ انہوں نے نہ مسلک اعلیٰحضرت کو پایا، ورنہ وہ کتاب حسام الحرمین پر ایمان لاسکے، گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، جملہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و دیگر اکابرین اور اولیائے امت اور ائمۂ اربعہ میں سے کوئی اس فرقہ کے خیال میں حسام الحرمین پر ایمان نہ لانے اور مسلک اعلیٰحضرت کو نہ پانے کی وجہ سے نعوذ باللہ سنی ہونے کی حالت میں نہیں گذرا، اس کے برخلاف علمائے دیوبند کے نزدیک سنی یا اہل سنت سے وہ مسلمان مراد ہوتا ہے جس کا عقیدہ اور عمل خدا کے برگزیدہ نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ان

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کے مقدس صحابہ کرام رضہ کی جماعت کے طریقہ کے مطابق ہو گویا کسی مسلمان کو اہل سنت وجماعت اسی لئے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت صحابہ کرام کے طریقہ اور سنت پر عقیدہ رکھتا ہے اور اسی پر عمل کرتا ہے چاہے وہ مسلک رضاخانیت سے منحرف ہی کیوں نہ ہو۔

موجودہ دور کے وہ علمائے کرام اور مسلمان جو مسلک اعلیحضرت کو جانتے ہی نہیں یا جانتے ہیں لیکن اس سے کلیتاً اختلاف رکھتے ہیں یا جزوی اختلاف رکھتے ہیں، یا کلیتہً متفق نہیں یا عمل سے اس کی تائید نہیں سب کے سب بریلوی اصطلاح میں غیر سنی ہیں، مگر دیوبندی اصطلاح   وہ غیر سنی نہیں ہیں۔

آخری بات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو پردہ خفا میں ہو، اور امت کی نگاہوں سے اوجھل رہا ہو، آپ کی ایک ایک ادا، ایک ایک حرکت اور نشست وبرخاست غرضیکہ کوئی بھی آپ کا قول وفعل پوشیدہ نہیں، اذان جیسی عبادت جو دن رات میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی تھی اور ہجرت کے بعد تقریباً دس سال مدینہ طیبہ میں آپ کے سامنے ہوتی رہی اور اذان کے کلمات نیز اذان دینے والوں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کے نام اور اذان کی جملہ کیفیات احادیث کے ذخیرہ میں موجود ہیں، مگر کسی بھی صحیح روایت میں اس کا ذکر نہیں کہ اذان سنتے وقت انگوٹھے چومنے چاہئیں، اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام محمد سے محبت ہر ہر اور مسلمان کو ہونی چاہیئے تو اذان دینے والے کے منہ کو چومنا چاہئے جس کے مبارک ہونٹوں سے یہ مبارک نام نکلتا ہے۔ (راہ سنت ص ۲۵۳)

اگر ایسا نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کا اظہار چومنے کے ذریعہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ احترام کے ساتھ نام لیا جائے۔ اور اس کے ساتھ درود پاک پڑھا جائے، یہی محبت والوں کا صحیح طریقہ ہے، ورنہ اپنے انگوٹھے تو ہر وقت ہی ساتھ رہتے ہیں، نہ تو ان سے آپ کا اسم گرامی صادر ہوتا ہے اور نہ ان پر لکھا ہوا ہوتا ہے جب اس فعل کا صحیح احادیث سے ثبوت فراہم ہی نہیں ہوتا حالانکہ اذان جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور خیر القرون میں ہوتی تھی تو پھر اس کو آج کیسے دین کہا جا سکتا ہے اور کس طرح اس کو شعار دین بنانا درست ہے اور نہ کرنے والوں کو کیونکر ملامت کا نشانہ بنانا روا ہے۔ مولوی احمد رضا خاں

لہ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ بہا عشرا ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانہا منزلۃ فی الجنۃ الخ (مسلم ج ۱ ص ۱۶۶)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

صاحب فرماتے ہیں کہ اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھوں کا ناخن چومنا آنکھوں پر رکھنا کسی حدیث مرفوع سے ثابت نہیں جو کچھ اس میں روایت کیا جاتا ہے وہ کلام سے خالی نہیں پس جو اس کے لئے ایسا ثبوت مانے یا اسے مسنون و موکد جانے، یا نفس ترک کو باعث زجر و ملامت کہے وہ بیشک غلطی پر ہے:"

(ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال)

حضرت علامہ فرنگی محلی رح فرماتے ہیں:-

"انگوٹھے چومنے کو بعض کتب فقہ مثل کنز العباد، خزانۃ الروایات جامع الرموز اور فتاویٰ صوفیہ وغیرہ میں مستحب لکھا ہے نہ واجب نہ سنت لیکن اکثر کتب معتبرہ متداولہ میں اس کا کہیں پتہ نہیں ہے اور جن کتب میں یہ مسئلہ مذکور ہے وہ غیر معتبر ہیں، کیونکہ ان کتب میں رطب و یابس بے تحقیق لکھ دیا گیا ہے، میں نے النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر میں اس کی تفصیل لکھی ہے۔

اور جو حدیثیں اس باب میں فقہاء کرام سے نقل کی جاتی ہیں وہ محدثین کی تحقیق کے موافق صحیح نہیں ہیں۔

مجموعۃ الفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۰۹ میں موصوف نے جامع الرموز کے حوالے سے اس مسئلہ کو بلا تبصرہ نقل فرمایا ہے ... (کذا فی الفتاویٰ)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

آپ کے مطالعے کے لئے ہماری چند مطبوعات

آپ کے مسائل اور ان کا حل	اول	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	75/=
〃	دوم	〃	80/=
〃	سوم	〃	80/=
〃	چہارم	〃	65/=
〃	پنجم	〃	80/=
اصلاحی خطبات	اول	جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی	50/=
〃	دوم	〃	55/=
〃	سوم	〃	55/=
〃	چہارم	〃	60/=
〃	پنجم	〃	60/=
علوم القرآن		〃	100/=
حجیت حدیث		〃	40/=
عیسائیت کیا ہے؟		〃	45/=
بائبل کیا ہے؟		〃	45/=
اندلس میں چند روز		〃	12/=
اسلام اور جدید معیشت		〃	50/=
میرے والد میرے شیخ		〃	50/=
خطبات دین پوری	اول	مولانا عبدالشکور دین پوری	80/=
〃	دوم	〃	80/=

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

سے سابق فتویٰ کی تردید ہو جاتی ہے، اس لئے کہ جامع الرموز میں بھی یہ مسئلہ کنز العباد سے لیا گیا ہے جس پر مولانا نے اس تفصیلی فتویٰ میں سخت تنقید کی ہے۔ (اصلاح المسلمین حصہ اول صفحہ ۲۹)

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر الخلق خاتم المرسلین و علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

(سید طاہر حسین گیاوی)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1